اثبات عذاب القبر

تصنیف:

امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ و تحقیق:

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

تصنیف : امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

(قسط:۱)

اور (قبر میں، میت سے) فرشتوں کا سوال (پوچھ گچھ) کرنا جیسا کہ شریعت میں آیات کریمہ اور احادیث کے ذریعے سے (ہم تک) پہنچا ہے، اس امت کے سلف صالحین کے اقوال بھی اسی کی تائید کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے تحت عقلاً بھی اس کا صدور جائز ہے۔

باب ۱: اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں (قبر میں) فرشتوں کے سوال وجواب کے وقت اہلِ ایمان کی ثابت قدمی کا بیان

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔''

۱) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
''جب مومن اپنی قبر میں گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں اور وہ محمد ﷺ کو (اللہ کے رسول کی حیثیت سے) پہچان لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾

''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔' کا یہی مطلب ہے۔''

یہ حدیث امام بخاری نے صحیح بخاری میں بیان کی ہے۔

---

۱) ابراھیم: ۲۷، صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر حديث: ۱۳۶۹ وصحيح مسلم، كتاب الجنة ـ۱ باب عرض مقعد الميت من الجنة حديث: ۲۸۷۱ـ

۲) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''بلا شبہ جب مسلمان سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پس یہ ہے اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراھیم: ۲۷] ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔''

۳) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے آیت: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراھیم: ۲۷] ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔'' کے بارے میں روایت ہے کہ جب آدمی کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آ کر اسے کہتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ تو فرشتہ اسے کہتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ فرشتہ اسے کہتا ہے: تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ دنیا کی زندگی (اور آخرت) میں ثابت قدمی ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ جب آدمی کے پاس قبر میں دو فرشتے آتے ہیں۔

٤) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن اور کافر کا ذکر کیا۔ (راوی نے کہا: میرے استاد نے) پھر بہت سی چیزیں ذکر کیں جو مجھے یاد نہیں رہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''جب مومن سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراھیم: ۲۷] ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

---

۲) صحيح، سنن أبي داود، كتاب السنة، باب الْمَسْأَلَةِ في القبر وعذاب القبر حديث: ٤٧٥٠ و اللفظ، صحيح البخاري: ١٣٦٩، صحيح مسلم: ٢٨٧١۔

۳) صحيح، مصنف ابن أبي شيبة ٣ / ٣٧٧ح ٣٤٧٦٨ و تفسير ابن جرير الطبري ١٣ / ١٤٢، وانظر الحديث الآتي: ٨۔

٤) صحيح، یہ روایت مستدرك حاكم (١ / ٣٩) میں مختصراً موجود ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے اس کے شواہد کے لئے دیکھئے حدیث سابق ۱ تا ۳۔ یہ روایت اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

(بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔"

۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراہیم: ۲۷] "اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔"

آپ نے فرمایا: "یہ وہ بات ہے کہ جب آدمی کو قبر میں کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: اللہ میرا رب ہے، اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں۔ وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیلیں لے کر آئے تو میں اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اسے کہا جاتا ہے: تو نے سچ کہا۔ تو نے اسی (عقیدے) پر زندگی گزاری ہے اور اسی پر تجھے موت آئی اور جب اللہ چاہے گا تو اسی پر اُٹھائے گا۔

٦) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم تمھیں کوئی حدیث سناتے ہیں تو اس کی تصدیق اللہ کی کتاب سے لے آتے ہیں۔ بے شک جب مسلمان کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے (تو) اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ یعنی اور تیرا نبی کون ہے؟ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: پس اللہ اس کو ثابت قدم رکھتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (انھوں نے) فرمایا: پھر اس کی قبر (خوب) پھیلا دی جاتی ہے اور اسے اُس کے لئے راحت بخش (اور آرام دہ) بنایا جاتا ہے۔ پھر انھوں نے آیت: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراہیم: ۲۷] "اللہ ایمان والوں کو مضبوط

---

۵) صحیح، تفسیر طبري ۱۳/ ۱٤۳ ، یہ روایت بلحاظ سند حسن ہے اور شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

٦) اس کی سند حسن ہے۔ المعجم الكبير للطبراني ۹/ ٤٦٦ ح ۹۱٤۵ ، تفسیر طبري ۱۳/ ۱٤۲ ، ۱٦/ ۱٦۵۔

حافظ ہیثمی نے اسے "اسنادہ حسن" کہاہے۔ مجمع الزوائد ۳/ ۵٤ ، هناد بن السري في الزهد ۱/ ۲۱٤ ح ۳۵۲ و عبدالله بن احمد في السنة ۲/ ٦۰۰ ح ۱٤۲۹۔

قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔'' پڑھی۔
اور جب کافر کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے (تو) اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: مجھے پتا نہیں تو اس پر اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے، پھر عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے (یہ آیت) پڑھی:
﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾
[طٰهٰ: ١٢٤] اور جو شخص میرے ذکر سے منہ موڑے گا تو اس کے لئے (قبر میں) تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آیت: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراہیم:۲۷] ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔'' (کی تفسیر میں) فرمایا: یہ قبر میں سوال جواب ہے۔ (فرشتہ) کہتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ اور آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا۔

باب ۲: اس آیت کریمہ میں کافروں سے عذابِ قبر کا جو وعدہ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾ [إبراهيم: ٢٧] ''اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

۸) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آیت: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراہیم:۲۷] ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا

---

۷) ضعيف، السنن الكبرىٰ للنسائي ٦/ ٣٧٢ ح ١١٢٦٥، والمعجم الكبير للطبراني ١١/ ٤٣٧ ح ١٢٢٤٣۔
شریک بن عبداللہ القاضی مدلس ہیں۔ مجھے اس روایت میں اُن کے سماع کی تصریح نہیں ملی۔ ''اور آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا'' کو چھوڑ کر باقی روایت شواہد کی رُو سے صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۵ وغیرہ۔

۸) صحیح، دیکھئے حدیث سابق: ۲

ہے۔'' عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اسے (قبر میں) کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ یہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان: اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (آیت) ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراہیم: ۲۷] ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔'' عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔

۱۰) (عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے فرمان: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [ابراہیم: ۲۷] ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔''

(سے مراد) گواہی ہے جس کے بارے میں لوگوں سے مرنے کے بعد، اُن کی قبروں میں سوال کیا جاتا ہے۔

(محمد بن عون) نے کہا: میں نے عکرمہ سے پوچھا: وہ (گواہی) کیا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: لوگوں کو توحید اور محمد ﷺ کے (ساتھ) ایمان کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، اور کہا: ﴿وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے'' اس گواہی سے بھٹکا دیتا ہے تو وہ کبھی یہ (سچی) گواہی نہیں دے سکتے۔ اسی طرح دوسروں نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۱) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' قبر والوں کو میرے

---

۹) صحيح مسلم ، كتاب الجنة ، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه حديث: ۲۸۷۱/ ۷۴۔

۱۰) إسناده ضعيف جدًا، محمد بن عون متروک ہے۔ (التقریب وغیرہ)
لیکن اس روایت کے متعدد شواہد بھی ہیں، مثلاً دیکھئے حدیث سابق: ۷ وغیرہ، لہٰذا اس کا مفہوم صحیح ہے۔

بارے میں آزمایا جاتا ہے اور یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ [ابراہیم:۲۷] ''اللہ، ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: یہ آیت غالباً آپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۱۲) مجاہد سے روایت ہے کہ اللہ، ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ (آیت) عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

باب۳: (محمد) مصطفیٰ ﷺ کا اس کی خبر دینا کہ مومن اور کافر دونوں سے قبر میں سوال ہوتا ہے، پھر مومن ثابت قدم رہتا ہے اور کافر کو عذاب دیا جاتا ہے۔

۱۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس مڑتے ہیں تو بے شک وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر اُس کے پاس دو فرشتے آ کر کہتے ہیں کہ تو اس آدمی، یعنی محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس جو مومن ہو تو وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، پھر اسے کہا جاتا ہے: اپنا آگ والا ٹھکانا دیکھ، اللہ نے تجھے اسکے بجائے

---

۱۱) إسناده ضعيف جداً، محمد بن عمر الواقدی متروک ہے۔
دیکھئے تهذيب التهذيب وغیرہ، تاہم سابقہ روایات کی روشنی میں اس روایت کا مفہوم بالکل صحیح ہے۔

۱۲) صحيح، اس روایت میں سفیان اور ابن أبي نجيح دونوں مدلس ہیں۔
تفسير ابن جرير (۱۳/ ۱۴۴، ۱۴۵) میں اس کا ایک شاہد ہے جس سے یہ روایت حسن کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ سابقہ روایات کی رو سے یہ روایت صحیح ہے۔

۱۳) صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب عرض مقعدا لميت من الجنة والنار عليه حديث: ۲۸۷۰/ ۷۲۔

تنبیہ۱: یہاں پر ''هذا الرجل'' سے مراد غائب ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۶۴ اور یہی تحقیق حافظ ابن حجر کی ہے۔ دیکھئے فتاوی علمائے حدیث (ص ۲۶۴)

تنبیہ۲: عبدالوہاب بن عطاء کی روایت کے لئے دیکھئے نمبر ۱۴۔

جنت میں ٹھکانا دے دیا ہے تو وہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔'' یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور عبدالوہاب بن عطاء نے اسے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

۱۴) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار (کی ایک چار دیواری) میں داخل ہوئے تو آپ نے کوئی آواز سنی جس سے آپ گھبرا گئے، پھر آپ نے فرمایا: ''یہ قبروں والے کون (لوگ) ہیں؟''

صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ (قبروں والے) لوگ جاہلیت میں مرے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ سے پناہ مانگو، قبر کے عذاب، آگ کے عذاب اور دجال کے فتنے سے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اور یہ (عذاب قبر) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بے شک اس امت کے لوگ (پہلے لوگوں کی طرح) اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں۔ جب مومن کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے (تو) اس کے پاس فرشتہ آتا ہے جو اسے کہتا ہے: تو کس کی عبادت کرتا تھا؟

پس اگر اللہ اسے ہدایت عطا کر دے تو وہ کہتا ہے: میں اللہ کی عبادت کرتا تھا، پھر اسے کہا جاتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

آپ نے فرمایا: ''ان (چند سوالوں) کے علاوہ اور کسی چیز کے بارے میں اس سے پوچھا نہیں جاتا، پھر اسے آگ کے ایک گھر کی طرف لے جایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: یہ تیرا آگ میں ٹھکانا تھا، مگر اللہ نے تجھے بچا لیا اور تجھ پر رحمت کر کے تجھے اس کے بدلے جنت میں گھر دے دیا ہے، تو وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑو، میں جا کر اپنے گھر والوں کو خوشخبری دیتا ہوں۔ اسے کہا جاتا ہے: اطمینان سے یہیں ٹھہرے رہو۔

اور جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے (تو) اس کے پاس فرشتہ آتا ہے جو اسے سختی سے

---

۱۴) صحیح، سنن أبي داود، کتاب السنة، باب المسألة فی القبر حدیث: ٤٧٥١، مسند أحمد ٣/ ٢٣٣، ٢٣٤۔ یہ روایت شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

ڈانٹ کر پوچھتا ہے: تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: مجھے پتا نہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: نہ تو تو نے اپنی عقل سے کام لیا اور نہ (نبیوں کی) پیروی کی۔

پھر اسے کہا جاتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: میں وہی کہتا تھا جو (عام) لوگ کہتے تھے۔

پھر وہ (فرشتہ) لوہے کے ایک ہتھوڑے کے ساتھ اس کے کانوں کے درمیان مارتا ہے تو وہ بڑے زور سے چیختا ہے۔ انسانوں اور جنوں کے سوا (اس کے اردگرد کی) تمام مخلوقات یہ چیخ وپکار سنتی ہیں۔

۱۵) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بندے کو اُس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی اُس (کو دفنانے) سے واپس مڑتے ہیں حتی کہ وہ اُن کے جوتوں کی آواز (چاپ) سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں، پھر اسے کہتے ہیں: تو اس آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

اگر وہ مومن تھا تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے کہ آگ میں اپنے ٹھکانے کو دیکھ، اس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنت میں ٹھکانہ دے دیا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ (شخص) دونوں ٹھکانے اکٹھے دیکھتا ہے۔'' (انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) قتادہ (تابعی) نے کہا: ہمیں بتایا گیا ہے کہ اُس کی قبر ستر ہاتھوں کے برابر کھول دی جاتی ہے اور قیامت تک کے لئے اسے سرسبز (وشادابی) سے بھر دیا جاتا ہے۔

پھر وہ (قتادہ) انس کی حدیث کی طرف لوٹ گئے (اور) کہا: ''اور کافر یا منافق ہو تو اسے کہا جاتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: مجھے پتا نہیں۔ میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ (یعنی اندھا دھند تقلید کرتا تھا) تو اسے کہا جاتا ہے: نہ تو نے

---

۱۵) متفق عليه، صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال حديث: ۱۳۳۸، و صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه، حديث: ۲۸۷۰/ ۷۰۔

(اپنی) عقل سے کام لیا اور نہ (انبیاء کی) پیروی کی۔

پھر اسے کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے (پوری سختی سے) مارا جاتا ہے تو وہ (زور سے) چیختا ہے۔ انسانوں اور جنوں کے علاوہ اس کے اردگرد کی مخلوقات اس (چیخ و پکار) کو سنتی ہیں۔ یہ روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم میں (بھی) ہے۔

۱۶) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس مڑتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی چاپ سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں، پھر کہتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

اگر وہ مومن تھا تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اسے کہا جاتا ہے: دیکھو اپنا آگ والا ٹھکانا، اللہ نے اسے بدلا کر تجھے جنت میں ٹھکانا دے دیا ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس وہ ان دونوں (ٹھکانوں) کو اکٹھے دیکھتا ہے۔'' یہ روایت صحیح مسلم میں (بھی) ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ قتادہ (تابعی) نے کہا: ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس کی قبر ستر ہاتھ کھول دی جاتی ہے اور دوبارہ زندہ ہونے والے دن (قیامت) تک سرسبز (وشادابی) سے بھر دی جاتی ہے۔

۱۷) اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سورج کو گرہن لگا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی۔ لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور وہ (میری بہن عائشہ) بھی کھڑی تھیں۔ میں نے اُن سے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟

تو انھوں نے (عائشہ) نے اپنے ہاتھ کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی

---

۱۶) صحيح مسلم: ۲۸۷۰ / ۷۰ ، دیکھئے حدیث سابق: ۱۵

۱۷) متفق عليه، صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث: ۷۲۸۷ ، صحيح مسلم، كتاب الكسوف، باب ما عرض على النبي صلى الله عليه وسلم حديث: ۹۰۵ ، و موطأ إمام مالك ۱ / ۱۸۸۔

سورج گرہن لگا ہے) اور زبان سے کہا: سبحان اللہ میں نے کہا: کوئی خاص نشانی ہے؟

توانھوں نے اشارے سے جواب دیا:

جی ہاں، لہٰذا میں (بھی) کھڑی ہوگئی (اور نماز پڑھنے لگی) حتیٰ کہ مجھ پر غشی آنے لگی، پھر میں اپنے سر پر پانی انڈیلتی رہی۔

جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

''کوئی چیز بھی ایسی نہیں جسے میں نے نہیں دیکھا تھا، مگر (آج اسے) اپنے اس مقام پر دیکھ لیا ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا ہے، اور مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ تمھیں دجال کے فتنے کے برابر یا قریب، آزمایا جائے گا۔''

(راوی نے) کہا:

مجھے یاد نہیں کہ اسماء (رضی اللہ عنہا) نے (برابر یا قریب) کون سے الفاظ کہے تھے۔

تم میں سے جب کسی آدمی کو لایا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے: تمھارے یا تیرے پاس اس آدمی کے بارے میں کیا علم ہے؟

جو مومن یا صاحب یقین ہوتا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ اسماء (رضی اللہ عنہا) نے کون سے الفاظ کہے تھے، ''تو وہ کہتا ہے: وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ہمارے پاس واضح دلیلیں اور ہدایت لے کر آئے تو ہم نے قبول کیا اور ایمان لے آئے اور آپ کی پیروی کی، تو اسے کہا جاتا ہے: آرام سے سوجا، ہم جانتے تھے کہ تو یقیناً مومن ہے۔''

اور منافق یا شکی آدمی، مجھے یہ یاد نہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کون سے الفاظ کہے تھے؟ ''وہ کہتا ہے: مجھے پتا نہیں۔ میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تو وہ بات کہہ دی۔''

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆......☆......☆

تصنیف: امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

(قسط:۲)

۱۸) ایک دوسری سند سے اس روایت کے آخر میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ تمھیں مسیح دجال کے فتنے کے برابر یا اُس کے قریب، قبر میں آزمایا جائے گا۔ تم میں سے ہر آدمی کے پاس (قبر میں) آیا جاتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس جو مومن یا صاحب یقین ہوتا ہے، وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں وہ محمد ﷺ ہیں۔ آپ ہمارے پاس واضح دلیلیں اور ہدایت لے کر آئے تو ہم نے قبول کیا اور (آپ کی) اتباع کی۔ پس اسے کہا جاتا ہے: سو جا ہم اچھی طرح جانتے تھے کہ تم ان پر ایمان لائے تھے۔
اور اگر منافق یا شکی ہو تو کہتا ہے: مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تو میں نے بھی (تقلید کرتے ہوئے) وہی بات کہہ دی۔ پھر اسے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ یہ بات نبی ﷺ سے براء بن عازب کی سند سے تفصیلاً مروی ہے۔

۱۹) ابوعوانہ (وضاح بن عبداللہ الیشکری) کی سند کے ساتھ زاذان عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری آدمی کے

---

۱۸) صحیح، مسند أحمد (٦/ ٣٦٥)، آدمی کا ''هُوَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ محمد (ﷺ)'' کہنا، اس بات کی دلیل ہے کہ آپ قبر میں موجود نہیں ہوتے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۷۔

۱۹) حسن، سنن ابی داؤد: ٤٧٥٣، سنن النسائی: ۲۰۰۳، مسند احمد ٤/ ٢٨٧.

تنبیہ: حدیث کے راوی زاذان اہل سنت میں سے تھے اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں، لہٰذا ان کی حدیث صحیح ہوتی ہے، اسی طرح منہال بن عمرو بھی جمہور کے نزدیک صحیح الحدیث ہیں، نیز عمرو بن ثابت ضعیف راوی ہے لیکن اس کے بہت سے صحیح شواہد ہیں۔

جنازے کے لئے نکلے، پھر (جنازے سے فارغ ہوکر) ہم قبر تک پہنچ گئے جبکہ قبر کھودی جارہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی آپ کے اردگرد، بیٹھ گئے (ہم ایسے چپ تھے) گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ آپ اپنی نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے تھے، پھر نظر جھکا کر زمین پر دیکھتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' یہ بات آپ نے بار بار (کئی دفعہ) کہی۔ پھر فرمایا: ''جب مومن بندہ دنیا کے اختتام اور آخرت کے شروع میں ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آکر سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے، پھر اسے کہتا ہے: اے نفس مطمئنہ! (اے ایمان و اطمینان سے زندگی گزارنے والے شخص) اللہ کی بخشش اور رضامندی کی طرف نکل آ۔ پھر اس آدمی کی روح اس طرح (آسانی سے) نکل جاتی ہے جیسے پانی کے قطرے (آسانی سے) بہتے ہیں۔'' (ایک دوسرے راوی) عمرو بن ثابت کی بیان کردہ روایت میں درج ذیل الفاظ، ابوعوانہ کی روایت سے زیادہ ہیں:

''اگرچہ تم کچھ اور ہی دیکھتے ہو، اور سفید (خوبصورت) چہروں والے فرشتے جنت سے اترتے ہیں گویا کہ اُن کے چہرے سورج کی طرح (دمک رہے) ہیں۔ اُن کے پاس جنت کے کفن اور خوشبو ہوتی ہے۔ وہ (اس کی) نظر کی لمبائی کے قریب بیٹھ جاتے ہیں، پھر جب وہ (فرشتہ اس کی روح) قبض کر لیتا ہے تو وہ آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اسے اس کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے۔ یہ (مفہوم) ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ ﴿تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾ ''ہمارے فرشتے اسے فوت کرتے ہیں اور وہ اس میں کوتاہی نہیں کرتے۔'' (الانعام: ٦١)

اس کی روح، انتہائی خوشبودار پائی جانے والی ہوا کی طرح نکلتی ہے، پھر فرشتے اسے لے جاتے ہیں۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان (فرشتوں کے) جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں، وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ کس کی روح ہے؟ تو انہیں اس آدمی کے بہترین ناموں کے ساتھ بتایا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کی روح ہے حتی کہ وہ آسمان دنیا کے

دروازوں تک پہنچ جاتے ہیں ۔ پھر اس کے لئے دروازہ کھل جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں حتی کہ اسے ساتویں آسمان پر لے جاتے ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے: اس (بندے) کی کتاب (نامۂ اعمال) کو علیین (اعلیٰ لوگوں) میں درج کردو۔

پھر (دوبارہ) کہا جاتا ہے: اسے زمین پر لے جاؤ۔ بے شک میں نے ان (انسانوں) سے وعدہ کیا تھا کہ میں نے انہیں اسی (زمین) سے پیدا کیا ہے اور اسی میں لوٹا دوں گا اور دوسری دفعہ (زندہ کر کے) اسی سے نکالوں گا۔ پھر اسے زمین پر واپس بھیج دیا جاتا ہے اور اس کی روح (برزخی طور پر) اس کے جسم میں (سوال و جواب کے لئے) لوٹا دی جاتی ہے۔

اور اس کے پاس دو ڈراؤنے فرشتے آ کر اسے ڈراتے ہیں اور بٹھا کر پوچھتے ہیں: یہ آدمی جو تم میں بھیجا گیا تھا تو اس کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

تو وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ہیں ۔ پھر وہ پوچھتے ہیں: تجھے کس طرح پتہ چلا (کہ وہ رسول ہیں) تو وہ کہتا ہے: وہ ہمارے رب کی طرف سے واضح دلیلیں لے کر ہمارے پاس آئے تو میں آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ فرمایا: یہ ہے (رب کی) وہ بات کہ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراھیم: ۲۷) ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔'' پھر فرمایا: آسمان سے آواز دینے والا آواز دیتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا۔ اسے جنت کا لباس پہنا دو، اور اس کے نیچے جنت کا لباس بچھا دو۔ اسے اس کا ٹھکانہ دکھا دو۔ پس اسے جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے اور اس کے نیچے جنت کے بچھونے پھیلائے جاتے ہیں ۔ وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے اور تاحد نظر اس کی قبر کھول دی جاتی ہے۔ اس کا عمل ایک خوبصورت ، بہترین خوشبو والے اور اچھے لباس والے آدمی کی صورت میں اس کے

سامنے آجاتا ہے اور کہتا ہے: اللہ نے تیرے لئے جو کچھ تیار کر رکھا ہے اس کی تجھے خوشخبری ہے۔ تجھے اللہ کی رضامندی اور ایسی جنتوں کی خوشخبری ہے جن کی نعمتیں قائم و دائم ہوں گی۔ تو وہ کہتا ہے: اللہ تجھے بہترین خوشخبریاں دے، تم کون ہو؟

تیرا (بہترین) چہرہ ایسے آدمی کا چہرہ ہے جو خیر ہی خیر لے کر آتا ہے۔ تو وہ (شخص) کہتا ہے: یہ (آج) تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا اور جس سے تو (بہت) ڈرتا تھا۔ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے تجھے ایسا ہی پایا ہے کہ تو اللہ کی اطاعت میں تیز تھا اور اس کی نافرمانی میں (بہت) سست تھا۔

اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے، پھر وہ (مرنے والا) کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم کر دے تاکہ میں اپنے گھر والوں اور اپنے مال و متاع کے پاس واپس چلا جاؤں۔

فرمایا: اگر کافر، گنہگار ہوتا ہے تو وہ جب دنیا کے اختتام اور آخرت کے شروع میں پہنچتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آکر اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے خبیث روح (اس جسم سے) نکل جا۔ تیرے لئے اللہ کے غضب اور ناراضی کی خوشخبری ہے۔ پھر کالے چہروں والے فرشتے ایک گندا کفن لے کر اترتے ہیں۔ پس جب (موت کا) فرشتہ اس کی روح قبض کر لیتا ہے تو وہ آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اسے اس کے پاس نہیں چھوڑتے۔ اس کی روح اس کے جسم میں (ڈر کے مارے) چھپنے کی کوشش کرتی ہے، پھر وہ اسے اس طرح نکالتا ہے کہ اس کی رگیں اور پٹھے اس کے ساتھ پھٹ جاتے ہیں جس طرح کہ گرم سلاخ کو بہت بالوں والی گیلی اُون میں گھسیڑ کر نکالا جاتا ہے۔ اسے (موت کے) فرشتے سے لے لیا جاتا ہے، وہ انتہائی زیادہ بدبودار ہوتی ہے۔ آسمان و زمین کے درمیان وہ جس (فرشتوں کے) گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ کون سی خبیث روح ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں آدمی ہے۔ اس کے برے ناموں کے ساتھ اسے یاد کرتے ہیں۔ پھر جب اسے آسمان دنیا کے پاس پہنچایا جاتا ہے تو دروازہ نہیں کھلتا اور آواز آتی ہے: اسے زمین پر واپس لے جاؤ۔

بے شک میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے انہیں مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں لوٹا دوں گا اور اسی (مٹی) سے دوبارہ (زندہ کر کے) نکالوں گا۔ فرمایا: اسے آسمان سے پھینک دیا جاتا ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ ''جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آسمان سے گر جائے، پھر اسے پرندے اچکتے پھریں یا ہوا اسے دور دراز مقام پر پھینک دے۔'' فرمایا: پھر اسے زمین پر لوٹا کر اس کے جسم میں (برزخی طور پر) داخل کر دیا جاتا ہے، اور اس کے پاس دو بڑے ڈراؤنے فرشتے آ کر اسے جھڑکتے ہوئے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ آدمی جو تم میں بھیجا گیا تھا، اس کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

تو اسے آپ کا نام ہی نہیں آتا۔ کہا جاتا ہے: محمد ﷺ تو وہ کہتا ہے: مجھے پتہ نہیں میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا (میں بھی وہی کہتا تھا) تو کہا جاتا ہے: تو نے عقل سے کام نہیں لیا، پھر اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنس جاتی ہیں۔ اور اس کے اعمال ایک بدشکل، بدبودار اور گندے کپڑوں والے شخص کی صورت میں اس کے سامنے آ کر کہتے ہیں: تجھے اللہ کے عذاب اور ناراضی کی خوشخبری ہو۔ وہ کہتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ ایسا ہے جیسے کوئی شر اور انتہائی بری خبر لایا ہو؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے یہی معلوم ہے کہ تو اللہ کی اطاعت میں (انتہائی) سست اور اس کی نافرمانی میں انتہائی تیز تھا۔'' اس سند کے ساتھ عمرو (بن ثابت) کی روایت میں ہے کہ ''اس پر ایک بہرا گونگا (فرشتہ) مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے پاس ایک ہتھوڑا ہوتا ہے اگر اس ہتھوڑے کے ساتھ پہاڑ کو مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔''

فرمایا: پھر وہ اسے ایسی مار مارتا ہے کہ جنوں اور انسانوں کے سوا (اردگرد کی) تمام

مخلوقات اسے سنتی ہیں، پھر اس کی روح لوٹائی جاتی ہے اور وہ اسے دوبارہ مارتا ہے۔'' یہ حدیث بڑی (اور) سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔ ❶

۲۰) براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری مرد کے جنازے کے لئے نکلے، پھر ہم قبر تک پہنچ گئے جبکہ قبر کھودی جا رہی تھی۔ پھر (راوی نے) اس (حدیثِ سابق) جیسی حدیث بیان کی۔ ابوعوانہ کی (بیان کردہ) حدیث زیادہ مکمل ہے۔

جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراہیم: ۲۷) ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) ثابت قدم رکھتا ہے۔'' (الآیہ)

اور کافر کے ذکر میں جریر نے یہ اضافہ کیا: ''پھر اس پر ایک اندھا گونگا (فرشتہ) مسلط کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے۔ اگر اس (گرز) سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ مٹی بن جائے۔''

فرمایا: پھر وہ اسے ایسی مار مارتا ہے کہ (اس سے) مشرق و مغرب کی مخلوقات سنتی ہیں سوائے انسانوں اور جنوں کے، پھر اس (کے جسم) میں روح لوٹا دی جاتی ہے۔''

اسی طرح ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔

۲۱) یہ سابقہ روایات کی دوسری سند ہے۔

---

۲۰) صحیح: سنن ابی داود: ۴۷۵۳، نیز دیکھئے: حدیث سابق: ۱۹۔

❶ یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ عذاب قبر برحق ہے اور وہ اسی زمین والی قبر میں ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ زمین والی قبر کے علاوہ کسی دوسری قبر میں عذاب کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ سرے سے دوسری قبر ہی ثابت نہیں ہے۔

۲۱) صحیح، دیکھئے حدیث سابق: ۱۹۔

۲۲) یہ بھی سابقہ روایت کی دوسری سند ہے۔ یونس بن خباب نے یہ حدیث منارے پر (چڑھ کر) بیان کی تھی۔

۲۳) یہ بھی سابقہ روایت ہے۔ اس میں سلیمان الاعمش اور زاذان ابوعمر، دونوں نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

۲۴) یہ بھی سابقہ روایت ہے۔ (دیکھئے حدیث سابق: ۱۹)

۲۵) براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری مرد کے جنازے کے لئے نکلے، پھر ہم قبر تک پہنچ گئے جبکہ قبر کھودی جا رہی تھی۔ راوی نے (لمبی) حدیث بیان کی۔

(امام بیہقی نے فرمایا) عدی بن ثابت نے ایسی روایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کر رکھی ہے۔

۲۶) ابو حازم (تابعی) نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) جیسی روایت بیان کی۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ (اسے کہا جاتا ہے) ''متقی مومنوں کی طرح سو جا، اور بدکار سے کہا جاتا ہے: اس حالت میں لیٹ جا کہ تجھے (سانپ بچھو) نوچتے رہیں اور فرمایا: (قبر کے) جتنے بھی جانور (کیڑے) ہیں اُن کا اس کے جسم میں حصہ ہوتا ہے (یعنی وہ سب اسے نوچتے ہیں)'' عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے (ایسی روایت) دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔

۲۷) عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے پاس ایک یہودی عورت نے آ کر کہا: مجھے کھانا کھلاؤ، اللہ تجھے دجال اور قبر کے فتنے سے بچائے۔

میں نے اسے روکے رکھا حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ

---

۲۲) صحیح ہے۔

۲۶) صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۱۹۔

۲۷) صحیح، مسند احمد (۶/ ۱۳۹) اسے حافظ منذری نے صحیح کہا ہے۔ (الترغیب والترہیب ۳/ ۳۶۵)

یہودی عورت کیا کہتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کہتی ہے؟''
میں نے کہا: کہتی ہے کہ اللہ تجھے دجال اور قبر کے فتنے سے بچائے، تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے، پھر آپ نے (دعا کے لئے) اپنے ہاتھ خوب پھیلائے۔ آپ دجال کے فتنے اور قبر کے فتنے سے (اللہ کی) پناہ مانگ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:
''دجال کی جو بات ہے تو (سن لو!) کوئی نبی ایسا نہیں تھا جس نے اپنی اُمت کو اس (دجال) سے نہ ڈرایا ہو۔ میں تمہیں (اس کی علامتیں بتا کر) اس طرح ڈراؤں گا جس طرح کسی نبی نے نہیں ڈرایا۔ بے شک وہ (دجال) کانا ہے اور اللہ کانا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔ جسے ہر مومن پڑھ لے گا۔
اور رہی قبر کے فتنے کی بات تو (سُن لو!) میرے ساتھ لوگوں کو قبر میں آزمایا جائے گا اور میرے بارے میں اُن سے پوچھا جائے گا۔ پس اگر نیک آدمی ہو تو بغیر کسی ڈر اور خوف کے اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: تو کس (دین) پر تھا؟ تو وہ کہتا ہے: اسلام پر، پھر کہا جاتا ہے: یہ آدمی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: محمد رسول اللہ ﷺ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے تو ہم (آپ پر) ایمان لے آئے اور (آپ کی) تصدیق کی۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: کوئی آدمی (دنیا میں) اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ پھر (قبر میں) اس کے سامنے آگ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے تو وہ اسے دیکھتا ہے۔ آگ اس طرح بھڑک رہی ہے کہ گویا ایک دوسرے کو جلا رہی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: دیکھو، اس سے اللہ نے تجھے بچا لیا ہے، پھر جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے تو وہ جنت کی نعمتیں دیکھتا ہے۔
اسے کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانہ ہے اور کہا جاتا ہے: تو یقین پر تھا اور اسی پر فوت ہوا، جب اللہ چاہے گا تو اس پر زندہ ہوگا۔ فرمایا: اور جو برا آدمی ہے اسے اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، وہ ڈرا ہوا اور سخت خوف زدہ ہوتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: تو کس (دین) پر

تھا؟ تو وہ کہتا ہے: مجھے پتہ نہیں، پھر کہا جاتا ہے: یہ آدمی کون ہے؟

تو وہ کہتا ہے: میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا، پھر جنت کی طرف، اس کے سامنے ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے تو وہ جنت کی نعمتیں دیکھتا ہے، اسے کہا جاتا ہے: دیکھو! اللہ نے اسے تجھ سے ہٹا دیا ہے (اور تجھے اس جنت سے محروم کر دیا ہے) پھر اس کے سامنے (جہنم کی) آگ کی طرف کھڑکی کھول دی جاتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ آگ اس طرح بھڑک رہی ہے کہ گویا ایک دوسرے کو جلا رہی ہے۔

پھر کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانہ ہے، پھر کہا جاتا ہے: تو شک پر تھا، اسی پر مرا اور جب اللہ چاہے گا اس پر تو زندہ کیا جائے گا۔" (حدیث کے) یہ الفاظ یحییٰ بن ابی بکر کے (بیان کردہ) ہیں۔ شبابہ کی روایت کے آخر میں ہے کہ "اور جب اللہ چاہے گا اسی پر تو زندہ کیا جائے گا، پھر اسے عذاب دیا جاتا ہے۔"[1]

۲۸) عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ سابق حدیث کی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔

۲۹) محمد بن یحییٰ (الذہلی) کی روایت میں ہے کہ "پھر اسے کہا جاتا ہے: کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: کوئی آدمی اللہ کو دیکھ نہیں سکتا۔" محمد بن یحییٰ نے (اس کی تشریح میں) فرمایا: یہ (حدیث) دنیا کے بارے میں ہے، کیونکہ جنتی لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ کو دیکھیں گے۔

۳۰) ابو سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم ایک جنازے میں

---

[1] فتنۂ دجال اور عذاب قبر برحق ہے، نیز جب اللہ تعالیٰ چاہے گا بندے کو اسی زمین والی قبر سے دوبارہ اٹھائے گا۔ یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ دنیا میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا، البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اپنا دیدار کرائے گا۔ ان شاء اللہ

۲۸) اس کی سند صحیح ہے، مسند احمد ۱۴۰/۶۔

۲۹) صحیح ہے۔ دیکھئے عقیدۃ السلف: اصحاب الحدیث للامام الصابونی (ص ۶۵)

۳۰) اس کی سند حسن ہے۔ مسند احمد ۳/۳،۴۔ اسے حافظ منذری نے صحیح کہا ہے۔ (الترغیب والترہیب ۳۶۴/۴)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے تو آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی ۔ پس جب انسان کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے ساتھی (وہاں سے) منتشر ہو جاتے ہیں ۔ مرنے والے کے پاس ایک فرشتہ، ہاتھ میں ہتھوڑا لئے آکر اسے بٹھاتا ہے ۔ پھر کہتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

پس اگر وہ مومن تھا تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، تو اسے کہا جاتا ہے: تو نے سچ کہا۔

پھر اس کے سامنے آگ کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اگر تو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتا تو یہ تیرا مقام تھا، چونکہ تو اہل ایمان میں سے ہے تو تیرا (یہ دوسرا) ٹھکانہ ہے، پھر جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پس وہ چاہتا ہے کہ وہاں (جنت میں) چڑھ جائے تو اسے کہا جاتا ہے: سکون سے ٹھہرے رہو۔ اس کی قبر کھول دی جاتی ہے اور اگر (دنیا میں) کافر یا منافق تھا تو (فرشتہ) اسے کہتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

تو وہ کہتا ہے: مجھے پتہ نہیں، میں نے لوگوں کو ایک چیز کہتے سنا تو وہی بات میں نے کہہ دی، پھر اسے کہا جاتا ہے: نہ تو تُو نے عقل سے کام لیا نہ (انبیاء کی) پیروی کی اور نہ تو نے سیدھا راستہ اختیار کیا۔

پھر وہ (فرشتہ) اسے ایک ہتھوڑے سے مارتا ہے جسے (اس کے ارد گرد کی) تمام مخلوقات سنتی ہیں، سوائے انسانوں اور جنوں کے۔'' بعض لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس آدمی کے سامنے (قبر میں) فرشتہ ہتھوڑا لئے آئے گا وہ آدمی تو شدید ڈر جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے۔''

تصنیف: امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ   ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

باب۴: موت کے وقت، فرشتوں کا مومن کے لئے خوشخبری اور کافر کے لیے ڈراوا لے کر (آسمان سے) اترنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ”بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس پر ڈٹ گئے (تو) ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں): ڈرو نہیں، غم نہ کرو اور اس جنت کی تمھیں خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔“ (حم السجدۃ: ۳۰)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ۝۲۷ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝۲۸ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝۲۹ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ ”اے مطمئن روح! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، میرے بندوں (کی جماعت) میں داخل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔“ (الفجر: ۲۷۔۳۰)

اور فرمایا: ﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ”اور اگر تو دیکھتا کہ ظلم کرنے والے موت کی سختیوں میں ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے (کہہ رہے) ہیں اپنی جانوں کو نکالو، آج تمہیں رسوا کرنے والے عذاب کا بدلہ ملے گا کیونکہ تم اللہ پر ناحق باتیں کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔“ (الانعام: ۹۳)

۳۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے

---

۳۱) صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب عرض مقعد المیت من الجنة (ح ۲۸۷۲)

کر (اوپر) چڑھتے ہیں ۔حماد (بن زید، راوی) نے اس روح کی خوشبوؤں اور مشک و کستوری کا ذکر کیا۔آسمان والے کہتے ہیں: یہ پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے، اللہ تجھ پر اور جس جسم میں تو رہتی تھی رحمتیں نازل فرمائے، پھر اسے اپنے رب کے پاس لے جایا جاتا ہے تو (رب) فرماتا ہے: اسے آخری وقت (یعنی قیامت) تک کے لیے واپس لے جاؤ۔فرمایا: اگر کافر تھا (تو) جب اس کی روح نکلتی ہے۔حماد (بن زید) نے اس کی بدبو اور لعنت کا ذکر کیا۔آسمان والے کہتے ہیں: یہ خبیث روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے، پھر کہا جاتا ہے: اسے آخری وقت (یعنی قیامت) تک کے لیے واپس لے جاؤ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ناپسندیدگی کی وجہ سے اپنا کپڑا اپنی ناک پر رکھا۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۳۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ہی) روایت ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کی روح کو ریشم کے کپڑے میں قبض کرتے ہیں، پھر اسے آسمان کی طرف لے کر چڑھتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں: زمین سے پاک روح آئی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے: خوشبوؤں اور خوشیوں کی تجھے خوشخبری ہو۔(تیرا) رب غضب میں نہیں ہے (یعنی تجھ سے بہت خوش ہے) پھر فرمایا: اسے قیامت تک کے لیے (زمین میں) واپس بھیج دو اور اگر کافر تھا تو اس کی روح گندے کپڑے میں قبض کرتے ہیں، پھر اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو (اس کی بدبو کی وجہ سے) فرشتے اپنی ناکوں کو پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں بری روح، زمین سے آئی ہے۔

پھر اسے لے کر چڑھتے ہیں تو کہا جاتا ہے: تجھے اللہ کے عذاب اور تیری رسوائی کی خوشخبری ہو، پھر کہا جاتا ہے کہ (اسے) قیامت تک کے لئے (واپس بھیج دو)

۳۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جب مرنے والے

---

۳۲) صحیح ، دیکھئے حدیث سابق:۳۱

۳۳) إسناده صحیح، أحمد ۲/ ۳٦٤ ، ۳٦٥ ، سنن ابن ماجه ، کتاب الزهد ، باب ذکر القبر والبلی ح ٤٢٦٨ ، اسے بوصیری وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔

کی وفات کے وقت فرشتے آتے ہیں تو اگر نیک آدمی ہو تو وہ کہتے ہیں: اے پاک، اطمینان والی روح! (جسم سے) باہر نکل آ، تو پاک جسم میں تھی۔ نکل آ تو قابلِ تعریف ہے اور تجھے (جنت کی) خوشبوؤں اور خوشیوں کی خوشخبری ہو۔ تیرا رب ناراض نہیں ہے۔

اسے یہی کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل جاتی ہے، پھر وہ اسے لے کر آسمان تک چڑھ جاتے ہیں تو دروازہ کھلتا ہے اور کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ کہا جاتا ہے: فلاں کا بیٹا اور فلاں ہے، تو کہا جاتا ہے: پاک روح کو خوش آمدید ہو، پاک جسم میں تھی، داخل ہو جا تو قابل تعریف ہے، اور تجھے (جنت کی) کی خوشبوؤں اور خوشیوں کی خوشخبری ہو۔ تیرا رب ناراض نہیں ہے۔ اسے اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ میرے خیال کے مطابق، اسے ساتویں آسمان تک لے جاتے ہیں۔

اور اگر برا آدمی تھا تو اسے کہتے ہیں: نکل، اے بری روح! تو برے جسم میں تھی، نکل ذلیل و رسوا ہو کر، تجھے کھولتے پانی، زخموں کی پیپ اور قسما قسم کے عذابوں کی ''خوشخبری'' ہو۔ اسے اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل آتی ہے، پھر وہ اسے آسمان کی طرف لے کر جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟

کہتے ہیں: فلاں کا بیٹا اور فلاں ہے۔ تو کہا جاتا ہے: خبیث روح کو خوش آمدید نہ ہو، وہ برے جسم میں تھی، ذلیل و رسوا ہو کر لوٹ جا۔ تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے۔ پھر اسے زمین کی طرف بھیج دیا جاتا ہے، پھر اسے قبر کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔''

۳۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں: نکل جاؤ (جسم سے) تو اللہ سے راضی وہ تجھ سے راضی، اللہ کی (پیدا کردہ) خوشبوؤں اور خوشیوں کی طرف، تیرا رب ناراض نہیں ہے۔ تو وہ (روح) اس طرح نکلتی ہے گویا مشک (کافور) کی سب سے بہترین خوشبو ہے حتی کہ وہ اسے ایک دوسرے سے لے کر سونگھتے ہیں۔ وہ اسے

---

۳۴) **ضعيف**، سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب ما يلقى به المؤمن من الكرامة عند خروج نفسه ح ١٨٣٤، اس مفہوم کی صحیح حدیث کے لئے دیکھئے: صحیح مسلم: ۲۸۷۲

لے کر آسمان کے دروازے کے پاس آتے ہیں (تو دربان یا دوسرے فرشتے) کہتے ہیں: یہ زمین سے کتنی پاک خوشبو آئی ہے؟ جس آسمان پر وہ آتے ہیں اس آسمان والے یہی بات کہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسے مومنوں کی روحوں کے پاس لے آتے ہیں تو وہ اتنے زیادہ خوش ہوتے ہیں جتنا کوئی کسی غائب (اور گمشدہ) شخص کے (گھر) آجانے پر بھی خوش نہیں ہوتا، اور وہ اس سے پوچھتے ہیں: فلاں آدمی کا کیا حال ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: اسے چھوڑ و تا کہ آرام کرلے، کیونکہ بے شک وہ دنیا کے غموں میں (مجبور) تھا۔ پھر جب وہ ان سے کہتا ہے: (جس کا تم پوچھ رہے ہو کیا) وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ تو (کافی عرصہ پہلے) مرگیا تھا؟ تو وہ کہتے ہیں: وہ اپنے ٹھکانے جہنم کی طرف چلا گیا ہے، اور کافر کے پاس عذاب کے فرشتے، چیتھڑوں کا گندا کفن لے کر آتے ہیں، پھر کہتے ہیں: (باہر) نکلو، تو اپنے سے ناراض، رب تجھ سے ناراض، اللہ کے عذاب اور ناراضی کی طرف۔ پس وہ اس طرح نکلتی ہے گویا سڑی ہوئی لاش کی بو ہے۔ پھر اسے زمین کے دروازے کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ کتنی گندی بدبو ہے۔ وہ زمین کی طرف آتے ہوئے یہی کہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسے کافروں کی روحوں کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔

پہلے جزء کا آخر ختم ہوا۔

۳۵) عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو (شخص) اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔''

عائشہ (رضی اللہ عنہا) یا آپ کو بیویوں میں سے کسی نے کہا: ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ بات نہیں ہے، لیکن مؤمن کی جب موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ کی رضامندی اور اچھے سلوک کی خوشخبری دی جاتی ہے، تو اسکے سامنے اس سے زیادہ پیاری کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پس وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ کافر کی

---

۳۵) صحيح البخاري، الرقاق، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقائه ح٦٥٠٧،
صحيح مسلم، الذكر والدعاء باب من أحب لقائه الله أحب لقاء ح٢٦٨٣۔

موت کا جب وقت آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے تو اس کے سامنے اس سے زیادہ بری کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پس وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

۳۶) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرے ہوئے لوگوں کو برا نہ کہو، کیونکہ بے شک انھوں نے آگے جو بھیجا ہے اس تک پہنچ گئے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۳۷) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے غلام ہانی سے روایت ہے کہ: عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے (تو اتنا) روتے حتی کہ آپ کی داڑھی بھیگ جاتی۔ آپ سے کہا گیا: آپ جنت اور جہنم کو یاد کر کے اتنا نہیں روئے جتنا اس (قبر) سے روتے ہیں؟

انھوں نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر آدمی اس سے بچ گیا تو اس کے بعد بہت آسانی ہے۔ اور اگر اس میں بچ نہ سکا تو اس کے بعد بہت ہی برا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے جتنے منظر دیکھے ہیں اُن میں قبر (کا منظر) سب سے زیادہ ہولناک ہے۔''

۳۸) عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ میت کو دفن کیا جارہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اللہ سے اس کی ثابت قدمی کا سوال کرو، کیونکہ اب اس سے سوال و جواب ہونے والے ہیں۔''

---

۳۶) صحیح البخاري، الجنائز باب ما ینهی من سب الأموات، ح۱۳۹۳۔

۳۷) **إسناده حسن**، سنن الترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في فظاعة القبر وأنه أول منازل الآخرة، ح۲۳۰۸ وقال: "حسن غریب" سنن ابن ماجه: ۴۲۶۷۔

۳۸) **إسناده حسن**، أبو داود، کتاب الجنائز، باب الإستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف، ح ۳۲۲۱، صححه الحاکم (۱/ ۳۷۰) ووافقه الذهبي.

باب ۵: جنازہ جلدی لے جانے کا بیان، تاکہ اگر وہ نیک تھا تو اس نے جو نیک اعمال آگے بھیجے ہیں (انھیں جلدی حاصل کر لے)

۳۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنازے کو جلدی لے جاؤ، کیونکہ اگر وہ نیک تھا تو تم اسے خیر (اور بہتری) کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ اس کے علاوہ (یعنی برا) تھا تو تم (جلدی) اپنی گردنوں سے برا بوجھ اتار رہے ہو۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

باب ۶: مصطفیٰ ﷺ کا خبر دینا کہ (مرنے والا) معاینے کے بعد کلام کرتا ہے

۴۰) ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازے کو (میت کو چارپائی پر) رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں (کندھوں) پر اٹھا لیتے ہیں، پھر اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے: مجھے جلدی لے جاؤ۔ اگر برا تھا تو کہتا ہے: ہائے خرابی کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی آواز کو انسان (اور جن) کے علاوہ (اردگرد کی) ہر چیز سنتی ہے اور اگر اسے انسان سُن لے تو بے ہوش ہو جائے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

باب ۷: اس کی دلیل کہ میت کے جسم میں (برزخی طور پر) اس کی روح لوٹائی جاتی ہے، پھر مومن کو ثواب اور کافر کو عذاب ملتا ہے

اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ ﴾ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انھیں مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں انھیں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ نے انھیں جو نعمتیں بخشی ہیں

دوسری زندگی قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے والی زندگی ہے۔

۴۲) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری آدمی کے جنازے کے لئے نکلے (جنازے سے فارغ ہوکر) ہم قبر تک پہنچ گئے۔ قبر کھودی جارہی تھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ (ہم ایسے چپ تھے کہ) گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ (زمین کو) کرید رہے تھے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: دو عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ جب مؤمن آدمی دنیا سے خاتمے اور آخرت کی پہلی منزل پر ہوتا ہے (تو) آسمان سے اس کے پاس سفید چہروں والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ (انکے چہرے چمک رہے ہوتے ہیں) گویا کہ سورج کی طرح ہیں۔ ان کے پاس جنت کی خوشبوئیں اور جنتی کفن ہوتے ہیں۔ (فرشتہ) اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا ہے: اے نفس مطمئنہ! اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف نکل آ۔ اس کی روح اس طرح (آسانی سے) نکلتی ہے جس طرح (پانی کی) مشک سے (پانی کا) قطرہ بہہ جاتا ہے۔ پھر وہ اسے لیتا ہے۔ جب وہ اسے لے لیتا ہے تو وہ اس کے ہاتھ میں پلک جھپکنے تک بھی نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ وہ اس کو لے کر اس کفن اور خوشبو میں رکھتے ہیں، پھر اس سے بہترین مشک (کافور) کی خوشبو، جو کہ زمین پر پائی جاتی ہے نکلتی ہے۔ پھر وہ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں وہ یہی کہتے ہیں: یہ پاک خوشبو کون سی ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: فلاں کا بیٹا فلاں ہے وہ دنیا میں اس کے اچھے نام کے ساتھ پکارتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں۔ دروازہ اس کے لئے کھل جاتا ہے، پھر ہر آسمان سے اس کے مقرب فرشتے دوسرے آسمان تک لے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسے ساتویں آسمان کے دروازے تک لے جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کی کتاب کو ساتویں آسمان میں علیین میں درج کرو۔ اور اسے زمین پر واپس لے جاؤ، بے شک میں نے انھیں اسی (زمین) سے پیدا کیا اور میں اسی میں انھیں لوٹاؤں گا اور اسے اس سے دوبارہ نکالوں گا۔ پھر اس کی روح (برزخی طور پر) اس

---

۴۲) صحیح، دیکھئے حدیث سابق: ۱۹

کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، وہ کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں: یہ آدمی کون ہے جو تمہارے درمیان بھیجا گیا؟ تو وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ہیں۔ ﷺ وہ کہتے ہیں: تجھے اس کا علم کس طرح ہوا؟ تو وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی تو اس پر ایمان لے آیا اور تصدیق کی۔ پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے نیچے جنت کا بچھونا پھیلا دو اور اسے جنت کا لباس پہنا دو۔ اور جنت کی طرف اس کے لئے دروازہ کھول دو تا کہ جنت کی بہترین ہوائیں اور خوشبوئیں اس کے پاس آئیں اور اس کی قبر کو حدِ نظر تک (کھول کر) پھیلا دیا جاتا ہے۔

اور اس کے پاس خوبصورت چہرے اور پاک خوشبو والا ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے اس چیز کی خوشخبری ہو جو تجھے خوش کر دے گی۔ یہ ہے تیرا وہ دن جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ ایسا ہے جیسے کوئی خیر (اور بہت اچھی خبر) لے کر آتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ تو وہ کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت کھڑی کر دے تا کہ میں اپنے گھر والوں اور (مال و متاع) کے پاس لوٹ جاؤں۔ فرمایا: اور کافر جب دنیا سے اختتام اور آخرت کے شروع میں ہوتا ہے (تو) آسمان سے اُس کے پاس کالے چہروں والے فرشتے، ایک گندا کفن لے کر اترتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس سے تا حد نظر تک بیٹھ جاتے ہیں، پھر موت کا فرشتہ آ کر اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا ہے: اے خبیث روح! اللہ کے غصے اور غضب کی طرف نکل آ۔ وہ (روح) اس کے جسم میں تڑپتی ہے تو وہ اسے نکالتے ہیں۔ اس کے ساتھ پٹھے اور رگیں بھی کھچی چلی آتی ہیں جس طرح کہ لوہے کی (گرم) سلاخ کو گیلی اون (میں) سے (رکھ کر) نکالا جاتا ہے۔ پھر وہ اسے لے کر اس گندے کپڑوں کے کفن میں رکھتے ہیں۔ فرمایا: وہ زمین پر جتنے مردار ہیں اُن سے زیادہ بدبودار حالت میں اس (کے جسم) سے نکلتی ہے۔ پھر وہ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ کون سی خبیث روح ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: فلاں کا بیٹا

فلاں ہے۔ وہ اس کا وہ نام لیتے ہیں جو دنیا میں (اس کے نزدیک) انتہائی برا تھا۔ پھر اس کے لئے (آسمان کا) دروازہ کھلوایا جاتا ہے تو (دروازہ) نہیں کھلتا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے آیت: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ﴾ ''ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔'' (الاعراف: ۴۰) آخر تک پڑھی۔ فرمایا: تو اللہ کہتا ہے: اس کی کتاب کو ساتویں زمین کے نچلے حصے میں رکھ دو۔ اسے زمین پر لے جاؤ۔ میں نے یقیناً انھیں اسی سے پیدا کیا اور اس میں لوٹاؤں گا اور دوبارہ اسی سے زندہ کروں گا۔ پھر اس کی روح کو سختی سے پھینک دیا جاتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے (یہ آیت) تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ ''اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آسمان سے گرا، پھر اسے پرندوں نے اچک لیا، اور ہوا اسے دور دراز مقام پر گرا دیتی ہے۔'' (الحج: ۳۱) پھر اس کی روح اس کے جسم میں (برزخی طور پر) لوٹائی جاتی ہے۔ فرمایا: پھر دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! مجھے پتہ نہیں، تو وہ اسے کہتے ہیں: یہ آدمی کون ہے جو تمہارے اندر بھیجا گیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! مجھے پتہ نہیں۔ پھر آسمان سے آواز دینے والا آواز دیتا ہے: اس نے جھوٹ کہا: اس کے نیچے آگ کا بچھونا بچھا دو، اور اسے آگ کا لباس پہنا دو اور (جہنم کی) آگ کی طرف اس کے لئے دروازہ کھول دو۔ جہنم کی گرمی اور مسموم (زہریلی) ہوائیں اس کے پاس آتی ہیں۔ اور اس پر اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنسنے لگتی ہیں اور ایک بدصورت اور بدبودار آدمی اس کے پاس آ کر کہتا ہے: تجھے اس بات کی ''خوشخبری'' ہو جو تجھے (انتہائی) بری لگے گی۔ یہ ہے تیرا وہ دن جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ (تو وہ کہتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ ایسے آدمی کا چہرہ ہے جو بری خبر لے کر آتا ہے) وہ کہتا ہے: میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ تو وہ کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت نہ کھڑی کرنا۔ اے میرے رب! قیامت کھڑی نہ کرنا۔''

تصنیف: امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ — ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

۴۳) حذیفہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور جسم بھڑک رہا ہوتا ہے۔ پھر وہ جب اسے اٹھاتے ہیں تو (اس کی نظر) ان کے پیچھے جاتی ہے۔ پھر جب (لاش کو) قبر میں رکھ دیا جاتا ہے (تو) روح کو اس میں لوٹا دیا جاتا ہے۔

باب ۸: اس بات کی دلیل کہ (میت سے) سوال و جواب کے بعد، صبح و شام اس پر اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴾ اور آل فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا۔ آگ پر وہ صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی (تو کہا جائے گا): آلِ فرعون کو (آج) سب سے سخت عذاب میں داخل کر دو۔ [المومن: ۴۶]

۴۴) آیت: ''وہ اس (آگ) پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں۔'' (کی تشریح) میں مجاہد (تابعی) نے فرمایا: جب تک دنیا قائم رہے گی (وہ پیش ہوتے رہیں گے۔)

۴۵) قتادہ بن دعامہ (تابعی) نے فرمایا: (اس پر یہ وارد ہے کہ) انھیں کہا جاتا ہے: اے آلِ فرعون! یہ ہیں تمہارے ٹھکانے، تاکہ انھیں ڈانٹا جائے، ذلیل کیا جائے اور اُن سے (اُن کے کفر کا) انتقام لیا جائے۔

---

۴۳) حسن، سالم بن ابی الجعد کے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سماع میں نظر ہے، لیکن اس روایت کے بہت سے شواہد ہیں مثلاً دیکھئے حدیث سابق: ۱۹

۴۴) اس کی سند عبداللہ بن ابی نجیح کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس کا مفہوم دوسرے دلائل کی رو سے صحیح ہے، اسے ابن جریر طبری (۲۴/۴۷/۱۱) نے بھی روایت کیا ہے۔

۴۵) یہ روایت سعید بن ابی عروبہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس کا مفہوم دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ اس روایت کو ابن جریر (۲۴/۴۷) نے بھی بیان کیا ہے۔

۴۶) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو صبح وشام اس پر اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے، اسے کہا جاتا ہے: تیرا یہ ٹھکانہ قیامت تک ہے حتی کہ اللہ تجھے دوبارہ زندہ کردے۔''

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

۴۷) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی مرجاتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتیوں میں سے تھا تو جنتیوں کا اور اگر دوزخیوں میں سے تھا تو دوزخیوں کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔'' عبدالرزاق (راوی) سے کہا گیا کہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''تیرا یہی ٹھکانہ ہے تو قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا؟'' تو انھوں نے کہا: جی ہاں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۴۸) واقدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبر، جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا، یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

۴۹) میمون بن میسرہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، صبح اور شام دو باتیں (روزانہ) کرتے تھے۔ وہ دن کے شروع میں فرماتے: رات گئی اور دن آ گیا۔ آلِ فرعون (فرعونیوں) کو آگ پر پیش کردیا گیا۔

جو شخص بھی ان (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) کی بات سن لیتا تو آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا۔

---

۴۶) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الميت لعرض عليه بالغداة والعشي (ح١٣٧٩) صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه (ح ٢٨٦٦)

۴۷) صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب عرض مقعد الميت من الجنة ح٢٨٦٦۔ مصنف عبدالرزاق (٥٨٦/٢ ح ٦٧٤٥، دون قول: "نعم")

۴۸) إسناده ضعيف جداً، واقدی متروک اور متہم بالکذب ہے۔ اس کی توثیق مردود ہے۔ اور باقی سند سلمہ بن عمر اور عمر بن شیبہ کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث: ۶۵ وغیرہ۔

۴۹) إسناده ضعيف، ہشیم مدلس ہے اور میمون بن میسرہ کی توثیق نہیں ملی، لہٰذا وہ مجہول ہے۔ واللہ اعلم

اور جب شام ہوتی تو (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے:

دن گیا اور رات آ گئی اور آل فرعون کو آگ پر پیش کر دیا گیا، تو جو بھی آدمی اُن کی آواز سنتا، آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا۔

باب ۹: جہنم کے عذاب سے پہلے، منافقوں کو قبر میں جو عذاب ہوتا ہے اس کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴾

تمہارے اردگرد بدوؤں اور (بعض) اہل مدینہ میں سے (ایسے) منافق ہیں جو نفاق پر سرکشی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ آپ انھیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ ہم انھیں دو دفعہ عذاب دیں گے، پھر انھیں (قیامت کے دن) بڑا عذاب دیا جائے گا۔" [التوبہ:١٠١]

۵۰) "ہم انھیں روزانہ عذاب دیں گے" کی تشریح میں قتادہ رحمہ اللہ فرمایا: قبر میں عذاب اور جہنم میں عذاب۔

۵۱) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان، بنو نجار کا ایک آدمی تھا جس نے سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھا کرتا تھا۔ وہ بھاگ کر اہل کتاب سے جا ملا تو انھوں نے اسے (بڑا) اٹھایا، کہا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھا کرتا تھا۔ وہ اس پر بہت خوش ہوتے تھے حتیٰ کہ وہیں اللہ نے اس کی گردن توڑ دی (یعنی وہ مر گیا) تو انھوں نے گڑھا کھود کر اسے اس میں چھپایا۔ پھر صبح ہوئی تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا تھا۔ انھوں (اہل کتاب) نے اسے باہر پڑا ہی چھوڑ دیا۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

۵۰) إسناده صحيح.

۵۱) صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب ١، براءة حرم النبي صلی اللہ علیہ وسلم من (ح ٢٧٩١)

۵۲) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لکھا کرتا تھا، اس نے سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی وہ جب البقرہ اور آل عمران پڑھتا تو ہمیں بڑا اچھا لگتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ''غفوراً رحیماً'' لکھاتے تو وہ کہتا: ''میں علیماً حکیماً'' لکھ دوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''جس طرح تیری مرضی ہو لکھ لو۔''

آپ اسے علیماً حکیماً لکھاتے تو وہ کہتا: میں سمیعاً بصیراً لکھ دوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''جس طرح چاہتے ہو لکھ لو۔'' پھر یہ آدمی اسلام سے مرتد ہو کر کافروں سے جا ملا اور کہا: میں تم میں سے سب سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں۔ میں جس طرح چاہتا تھا لکھتا تھا۔ پھر وہ آدمی مر گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین اسے قبول نہیں کرے گی۔'' انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: وہ اس جگہ گئے جہاں وہ مرا تھا تو اسے (قبر سے) باہر گرا ہوا دیکھا۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس آدمی کو کیا ہوا ہے (تم اسے دفن کیوں نہیں کرتے؟) تو انھوں نے کہا: ہم نے کئی دفعہ اسے دفن کیا ہے مگر زمین نے اسے قبول (ہی) نہیں کیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۵۳) مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ انھیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد کے قبرستان میں سفید خچر پر سوار ہو کر گزرے تو وہ خچر بہت زیادہ بدک گیا۔ لوگ اس کی لگام پکڑنے کے لئے دوڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھوڑ دو، اسے سعد بن زرارہ کے عذاب نے ڈرایا ہے۔ اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔'' سعد بن زرارہ منافق آدمی تھا۔

---

۵۲) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (ح٣٦١٧ من حديث عبدالعزيز بن صهيب) أحمد (٣/ ١٢٠، ١٢١، عن يزيد بن هارون) ابن حبان (موارد ١٥٢١) نیز دیکھئے مشكل الآثار للطحاوي (٤/ ٢٤١) و فتح الباري (٦/ ٦٣٥)

۵۳) إسناده ضعيف، پہنچانے والے کا نام معلوم نہیں ہے۔ یہ روایت یعقوب بن سفیان الفارسی کی کتاب المعرفۃ والتاریخ (ج ۱ ص ۳۷۴) میں بھی موجود ہے اور وہیں سے امام بیہقی نے نقل کی ہے۔

۵۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی انسان کو ایک قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے نیلے فرشتے آ جاتے ہیں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ پھر وہ اسے کہتے ہیں: تو اس آدمی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ اگر وہ مؤمن تھا تو کہتا ہے: وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، پھر وہ اسے کہتے ہیں: ہمیں (اللہ کی طرف سے) پہلے ہی پتہ تھا کہ تم یہی بات کہو گے۔ پھر اس کی قبر ستر ضرب ستر ہاتھ کھول دی جاتی ہے اور اس میں روشنی (ہی روشنی) کر دی جاتی ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے کہ: سو جا، تو وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑو، میں اپنے گھر والوں کو (اپنی موجودہ حالت کی) خوشخبری دینا چاہتا ہوں، تو وہ اسے کہتے ہیں: اس دلہن کی طرح سو جا جسے نیند سے وہی اٹھاتا ہے جو اسے سب سے زیادہ پیارا ہوتا ہے (یعنی اس کا دولہا) اس وقت تک جب اللہ تجھے اس ٹھکانے سے اٹھا دے گا۔

اور اگر منافق تھا تو کہتا ہے: مجھے (کچھ) پتہ نہیں۔ میں لوگوں کو ایک (کفر و نفاق والی) بات کہتے سنتا تھا تو میں بھی وہی کہہ دیتا تھا۔ پھر وہ اسے کہتے ہیں: ہمیں پہلے ہی سے پتہ تھا کہ تو یہی کہے گا۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ، باہم مل جا، زمین (باہم ایک دوسرے سے) ملتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنستی ہیں۔ پھر اسے لگاتار اس وقت تک عذاب دیا جاتا رہے گا جب تک اللہ اسے (دوبارہ) زندہ کر کے، اس ٹھکانے سے اٹھائے گا۔

باب ۱۰: جو شخص اللہ کے ذکر سے منہ موڑے گا، اسے قیامت سے پہلے قبر میں کون سا عذاب دیا جائے گا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾

---

۵۴) إسناده حسن، الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ح۱۰۷۱ اسے ابن حبان (الموارد: ۷۸۰) نے صحیح کہا ہے، نیز امام ترمذی نے کہا: ''حسن غریب''.

''جو شخص میرے ذِکر سے منہ موڑے گا تو بے شک (قبر میں) اس کی زندگی تنگ ہوتی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔'' (طٰہٰ:۱۲۴)

۵۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اس کی زندگی تنگ ہوگی (اس سے مراد) عذاب قبر ہے۔''

۵۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تنگ زندگی، عذاب قبر ہے۔''

۵۷) ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تنگ زندگی (سے مراد) عذاب قبر ہے۔''

۵۸) ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ نے تنگ زندگی (کی تشریح) کے بارے میں فرمایا: ''اس پر قبر تنگ ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں آپس میں دھنس جاتی ہیں۔''

۵۹) ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک تنگ زندگی (کا مفہوم) یہ ہے کہ اس پر ننانویں کیڑے (سانپ) مسلط کر دیے جاتے ہیں جو قبر میں اسے ڈستے نوچتے رہتے ہیں۔

---

۵۵) حسن، اسے ابن جریر ۱۶/ ۱٦٤ نے بھی روایت کیا ہے۔اور ابن حبان (الاحسان ۳۱۰۹) نے صحیح کہا ہے۔حافظ ابن کثیر اس کی سند کو جید کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۳/ ۱٦۹)

۵٦) حسن، دیکھئے حدیث سابق: ۵۵، **تنبیہ:** عبدالرحمٰن بن الحسن اس روایت میں منفرد نہیں ہے۔

۵۷) حسن، اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (ج ۲ ص ۳۸۱)

تنبیہ: اسے ایک جماعت نے موقوفاً روایت کیا ہے اور موقوف زیادہ صحیح ہے، لیکن یہ موقوف بھی حکماً مرفوع ہے کیونکہ عذابِ قبر کا مسئلہ اجتہادی نہیں ہے۔

۵۸) إسناده صحيح.

۵۹) إسناده حسن، اسے احمد بن حنبل (۳/ ۳۸) نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان (الموارد: ۷۸۳) نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے، کیونکہ بصراحتِ محدثین دراج عن أبي الهيثم حدیث صحیح ہوتی ہے۔

٦۰) حسن، اسے طبرانی (الکبیر ۹/ ۲٦٦) نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٦٠) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تنگ زندگی کی تشریح میں فرمایا: وہ عذابِ قبر ہے۔

٦١) ابوصالح (تابعی) نے کہا: تنگ زندگی (سے مراد) عذاب قبر ہے۔

٦٢) السدی (اسماعیل بن عبدالرحمٰن، تابعی، مفسر) نے کہا: تنگ زندگی (سے مراد) عذاب قبر ہے۔

ایسا ہی حسن بصری سے بھی مروی ہے۔

٦٣) تنگ زندگی کے بارے میں مجاہد (تابعی، مفسر) سے مروی ہے کہ: اس سے قبر کی تنگی مراد ہے، اس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔

٦٤) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے جب وہ اس سے واپس جاتے ہیں۔ اگر وہ مؤمن تھا تو نماز اس کے سر کے پاس، روزے اس کی دائیں طرف، زکوٰۃ بائیں طرف اور خیر کے کام (مثلاً) صدقہ، صلہ رحمی، نیکی اور لوگوں کے لئے احسان اس کے پاؤں کے پاس آ کر (کھڑے ہو) جاتے ہیں۔ اگر اس کے سر کی طرف سے آیا جائے تو نماز کہتی ہے کہ تم یہاں سے داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر دائیں طرف سے آیا جائے تو روزے کہتے ہیں: یہاں سے تمہارے لئے داخلہ منع ہے۔ اگر بائیں طرف سے آیا جائے تو زکوٰۃ کہتی ہے: میری طرف سے تم داخل نہیں ہو سکتے۔

پھر اس کے قدموں کی طرف سے آیا جاتا ہے تو خیر کے کام (مثلاً) صدقہ، صلہ رحمی، نیکی اور لوگوں کے لئے احسان کہتے ہیں کہ یہاں سے تم نہیں آ سکتے۔ (لہٰذا عذاب والے فرشتوں

---

٦١) صحیح، اسے ابن جریر طبري (١٦/ ٨/ ١٤٩) اور هناد بن السری (الزهد ١/ ٢١٤) نے حسن وصحیح سندوں سے روایت کیا ہے۔

٦٢) حسن.

٦٣) حسن، اسے ابن جریر طبری (١٦/ ١٤٧) نے دو سندوں سے بیان کیا ہے۔
عبدالرحمٰن بن الحسن القاضی منفرد نہیں ہے اور یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٦٤) إسناده حسن، اسے ابن جریر (١٦/ ١٦٤) نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان (الإحسان ٣١٠٣) حاکم (١/ ٣٧٩، ٣٨٠) اور ذہبی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

پر چاروں طرف سے راستہ بند ہے) پھر اسے کہا جاتا ہے: بیٹھ جا، تو وہ بیٹھتا ہے۔ اسے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ گویا سورج غروب ہونے کے قریب ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: اس آدمی کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو تاکہ میں (عصر کی) نماز پڑھ لوں۔

وہ اسے کہتے ہیں: تو ایسا جلدی کرے گا۔ پہلے ہمیں وہ بتا جس کا ہم پوچھ رہے ہیں۔

وہ کہتا ہے: تم مجھ سے کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟

وہ کہتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں بھیجا گیا ہے اور اس کے بارے میں کیا گواہی دیتا ہے۔

تو وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور بے شک وہ اللہ سے حق لے کر آتے ہیں۔

تو اسے کہا جاتا ہے: اسی پر تو زندہ تھا اور اس پر تو مرا ہے اور جب اللہ چاہے گا تو اسی پر زندہ ہو گا۔ پھر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: دیکھو اپنے ٹھکانے کی طرف اور جو کچھ اس (جنت) میں اللہ نے تیرے لئے تیار کر رکھا ہے۔ تو وہ بے پناہ خوشی اور سرور سے لبریز ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی قبر ستر ہاتھ کھل جاتی ہے اور اس کے لئے منور ہو جاتی ہے اور جسم شروع کی حالت پر لوٹ جاتا ہے۔ اس کی روح کو پاک روحوں میں شامل کر کے، ایک پرندے کی صورت میں جنت میں معلق کر دیا جاتا ہے۔"

محمد (بن عمرو اللیثی، راوی) نے کہا: میں نے عمر بن حکم بن ثوبان کو یہ فرماتے سنا کہ وہ اس دلہن کی طرح سو جاتا ہے جسے اس کا محبوب ترین شخص ہی اٹھاتا ہے حتیٰ کہ (قیامت کے دن) اللہ اسے زندہ کرے گا۔

پھر وہ (محمد بن عمرو) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی (بیان کردہ) حدیث کی طرف لوٹ گئے۔ فرمایا: اور یہ ہے اللہ کا فرمان: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ﴾ اللہ، ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔" (ابراھیم: ۲۷)

اور اگر کافر تھا تو اس کے سر کی طرف سے آیا جاتا ہے تو (نیکی کی) کوئی چیز نہیں ملتی، پھر دائیں طرف سے آتا ہے تو کوئی چیز نہیں ملتی۔ پھر بائیں طرف سے آتا ہے تو کچھ بھی نہیں ملتا، پھر قدموں کی طرف سے (فرشتہ) آتا ہے تو کوئی چیز نہیں پاتا۔ پھر اسے کہا جاتا ہے: بیٹھ جا تو وہ ڈرا سہما ہوا بیٹھ جاتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: یہ آدمی جو تمہارے درمیان (بھیجا گیا) تھا۔ تیرا کیا خیال ہے، کیسا آدمی تھا؟ اس کے بارے میں تو کیا کہتا ہے اور کیا گواہی دیتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: کون سا آدمی؟ تو کہا جاتا ہے: جو تمہارے درمیان (بھیجا گیا) تھا۔ تو اسے نام نہیں آتا حتیٰ کہ اسے بتایا جاتا ہے کہ محمد ﷺ تو وہ کہتا ہے: مجھے پتہ نہیں۔ میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تو وہی بات کہہ دی۔ اسے کہا جاتا ہے: تو اسی پر زندہ تھا اور اسی پر مرا اور جب اللہ چاہے گا تو اسی پر زندہ کیا جائے گا۔ پھر آگ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: یہ تیرا جہنم میں ٹھکانہ ہے اور (جہنم میں) جو کچھ اللہ نے تیرے لئے تیار کر رکھا ہے (اسے دیکھتے رہو) تو وہ حسرت و ہلاکت سے بھر جاتا ہے۔ پھر اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنسنے لگتی ہیں۔" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ﴾ "بے شک اس کی زندگی تنگ ہوتی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔" (طٰہٰ: ۱۲۴)

٦٥) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مؤمن اپنی قبر میں سر سبز و شاداب باغ میں ہوتا ہے۔ اس کی قبر ستر ہاتھ کھل جاتی ہے اور چودھویں کے چاند کی طرح منور کر دی جاتی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت: ﴿فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ﴾ "پس بے شک اس کی زندگی تنگ ہوگی اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔" (طٰہٰ: ۱۲۴) کس بارے میں نازل ہوئی ہے؟ کیا جانتے ہو کہ تنگ زندگی سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول، سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

---

٦٥) إسنادہ حسن، اسے ابن جریر (١٦/ ١٦٥) نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان (موارد: ٧٨٢) نے صحیح کہا ہے۔

آپ نے فرمایا: ''کافر کواس کی قبر میں عذاب (دیا جاتا) ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس (کافر) پر ننانویں سانپ ہیں، ہر سانپ کے نو سر ہیں۔ وہ اس کے جسم میں (زہریلی) پھونکیں مارتے ہیں اور اسے ڈستے ہیں (اور) وہ قیامت تک اسے نوچتے رہیں گے۔''

٦٦) زاذان (تابعی) سے روایت ہے کہ انھوں نے (آیت:) ﴿وَ اِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ ''اور بے شک ظالموں کے لئے اس سے نچلا عذاب ہوگا۔'' (الطّور:٤٧) کے بارے میں فرمایا: (یہ) عذابِ قبر ہے۔

٦٧) اسی آیت کی تشریح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (اس سے مراد) قیامت سے پہلے قبر کا عذاب ہے۔

باب ١١: (جسم کے) منفرد ٹکڑے میں (برزخی) زندگی کا جواز اور (عالم برزخ میں) خاکی جسم کا ہونا زندگی کی شرط میں سے نہیں ہے۔ جیسے کہ زندہ کے لئے خاکی جسم کا ہونا شرط نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جسم کے مختلف ٹکڑوں میں عذاب کا محسوس ہونا ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ رَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ﴾ اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور چن لیتا ہے۔ (القصص: ٦٨)

اور فرمایا: ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ﴾ ''اللہ، ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں (بھی) اور ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' [ابراہیم:٢٧]

---

٦٦) **إسناده ضعيف**، اسے یعقوب بن سفیان الفارسی (کتاب المعرفة والتاریخ ٣/ ١٠٤) هناد بن السری (الزهد ١/ ٢١٥) الآجری (الشریعة ص ٤٦٣) اور عبداللہ بن احمد ابن حنبل (کتاب السنة ٢/ ٦١٤ رقم ١٤٥٩) نے بھی روایت کیا ہے۔ زاذان کا شاگرد مجہول الحال ہے۔ دیکھئے التاریخ الکبیر للبخاري ٨/ ٦٠ والجرح والتعدیل ٩/ ٤٣١۔

٦٧) **إسناده ضعيف**، اسے ابن جریر طبری نے (٢٧/ ٢٢) نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوحاتم سے روایت ہے کہ علی بن ابوطلحہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل یعنی منقطع ہے۔

اور فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴾ ''اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں (وہ) زندہ جاوید (اور) قائم دائم ہے۔'' [البقرہ:۲۵۵]

اور فرمایا: ﴿ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴾

''اس کی مثل کوئی نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔'' [الشوریٰ:۱۱]

۶۸) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے (کافر) مقتولین کو تین دن چھوڑے رکھا۔ پھر آپ اُن (مقتولین کی لاشوں) کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابوجہل بن ہشام، اے امیہ بن خلف، اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے (اب) اس وعدے کو سچا نہیں پالیا جو تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا تھا؟ بے شک میں نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا ہے جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے۔''

تو عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے سنتے ہیں اور کس طرح جواب دے سکتے ہیں، جبکہ وہ مر کر مردار ہو چکے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں انھیں جو کہہ رہا ہوں وہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔'' پھر آپ نے حکم دیا تو انھیں (مشرکین کی لاشوں کو) گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۶۹) قتادہ بن دعامہ (تابعی) نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت بیان کر کے فرمایا: اللہ نے انھیں (عالم برزخ میں) زندہ کر دیا تا کہ وہ آپ کی بات سنیں جس میں اُن (مشرکوں) کے لئے ڈانٹ، ذلت، انتقام، حسرت اور ندامت ہے۔

۷۰) ابو خلف: خلیفہ سے روایت ہے کہ: میں نے سعید بن جبیر کی شہادت کا منظر دیکھا

---

۶۸) صحیح مسلم ، کتاب الجنة ، باب عرض مقعد المیت من الجنة (ح ۲۸۷۴)

۶۹) صحیح.

۷۰) **إسناده ضعیف**، اسے ابو نعیم اصبہانی (حلیة الاولیاء ۴/ ۲۹۱) ابن سعد (الطبقات الکبری ۶/ ۲۶۵) اور ابن جریر نے تاریخ میں (۶/ ۴۸۹) بھی روایت کیا ہے۔ اس کا راوی سعید بن داود ضعیف ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ۔ دوسری سند میں ''رجل'' مجہول ہے۔

ہے۔ جب ان کا سر جدا ہوا تو وہ لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے، دو دفعہ کہا اور تیسری دفعہ اسے مکمل نہ پڑھ سکے۔

باب ۱۲: اس بات کی دلیل کہ بے شک اللہ، دنیا سے رخصت ہونے والے آدمی کے لئے ایسے احوال پیدا کرتا ہے جن کا ہم مشاہدہ نہیں کرتے اور نہ ان کا ادراک کرتے ہیں۔ ایک گروہ کو نعمتیں ملتی ہیں اور دوسرا گروہ تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے بارے میں، جن پر ایمان اور استقامت کا فضل و کرم کیا، فرمایا ہے:

﴿ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾ ''ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں:) نہ ڈرو، نہ غم کرو، اور اس جنت کی تمھیں بشارت ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا تھا۔'' [حم السجدہ: ۳۰]

۷۱) اس آیت کی تشریح میں (مفسر قرآن) مجاہد (تابعی) نے فرمایا: یہ (کلام) موت کے وقت ہے۔

۷۲) سفیان (ثوری) سے روایت ہے کہ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ یعنی موت کے وقت، نہ ڈرو۔ اپنے آگے، اور نہ غم کرو جو اپنے پیچھے مال و متاع چھوڑ آئے ہو، اور اس جنت کی تمھیں بشارت ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا تھا۔

فرمایا: اسے تین بشارتیں (خوشخبریاں) دی جاتی ہیں، ایک، موت کے وقت، (دوسری) جب قبر سے نکلے گا (تیسری) جب محشر میں ڈر جائے گا۔

ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست ہیں۔ وہ اُن کے ساتھ تھے اور جنہیں اللہ نے شہادت نصیب کی، اُن کے بارے میں فرمایا: پس جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انھیں مردے مت سمجھو، بلکہ وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ نے انھیں جو فضیلت بخشی ہے وہ اس پر ناز کر رہے ہیں۔ اللہ نے اُن کے بارے میں قطعی فیصلہ کر دیا کہ وہ زندہ

---

۷۱) ضعیف، اسے ابن جریر طبري (۲۴/ ۷۴) نے ابن ابی نجیح سے روایت کیا ہے۔ یہ سند ابن ابی نجیح کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے، البتہ اس کے صحیح معنوی شواہد موجود ہیں۔

۷۲) إسنادہ ضعیف، مجھے الجعفری اور اس کے استاد، دونوں کی توثیق نہیں ملی۔

ہیں اور انھیں دنیا میں خون میں لت پت دیکھا جاتا ہے۔اوران کے جسم بے جان لاشے بن چکے ہوتے ہیں۔ پرندے اور درندے انھیں کھاتے ہیں (اور پھر بھی وہ برزخی طور پر زندہ ہیں) اس میں دلیل ہے کہ اللہ ان پر ایسے احوال طاری کر دیتا ہے جس میں انھیں مسرت ہوتی ہے، اگر چہ ہم ان حالات کو محسوس نہیں کر سکتے۔

دوسرا جزء ختم ہوا۔

۷۳) مسروق (تابعی) سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انھیں مردے نہ سمجھو، بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔'' [آل عمران:۱۶۹]

کے بارے میں سوال کیا تھا، ان کی روحیں سبز پرندوں کی طرح جنت میں سیر کرتی رہتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، پھر عرش کے نیچے لٹکی ہوئی قندیلوں کی طرف لوٹ جاتی ہیں۔ فرمایا: وہ اسی حالت میں ہوتی ہیں، اتنے میں اُن کا رب اُن کے سامنے ظاہر ہوتا ہے، پھر فرماتا ہے: جو چاہتے ہو مجھ سے مانگو، تو وہ (شہداء) کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم تجھ سے اور کیا مانگیں، جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہیں سیریں کرتے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ انھیں (رب کی طرف سے) سوال مانگے بغیر چھوڑا نہیں جا رہا تو وہ کہتے ہیں:

ہم تجھ سے اس کا سوال کرتے ہیں کہ ہماری روحوں کو، دنیا میں ہمارے جسموں میں لوٹا دے تا کہ ہم تیری راہ میں قتل کیے جائیں۔

جب (رب) یہ دیکھتا ہے کہ وہ صرف اسی (دنیا میں دوبارہ لوٹائے جانے) کے بارے میں سوال کر رہے ہیں، تو پھر انھیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

۷۴) ایک دوسری سند سے بھی یہی روایت مروی ہے، بعض راویوں نے ''سبز پرندوں

---

۷۳) صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان ان أرواح الشهداء فى الجنة (ح١٨٨٧)

۷۴) صحیح، دیکھئے حدیث سابق: ۷۳۔

کے پیٹ میں'' کے الفاظ کہے ہیں۔

۷۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہداء، جنت کے دروازے پر، سبز قُبے (چبوترے) میں، نہر کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ ان کا رزق صبح وشام انھیں پیش ہوتا ہے۔''

شیخ (امام بیہقی) رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے اور ابن عباس سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی حدیث کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

اور اگر یہ صحیح ہو تو گویا یہ حدیث (حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہ) ایک گروہ کے بارے میں ہے اور پہلی حدیث (حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ) دوسری قوم کے بارے میں ہے۔ جنتیوں کے (مختلف) مقامات اور درجے ہیں۔

اسی طرح جہنمیوں کے مختلف حالات ہوتے ہیں جن میں انھیں عذاب دیا جاتا ہے۔ اور اس پر ہماری روایت کردہ، عذاب وثواب کی اقسام کو محمول کیا جائے گا۔ ایک قوم کے ساتھ یہ ہوتا ہے تو دوسری قوم کے ساتھ وہ ہوتا ہے۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ان احادیث میں باہم تناقض (یا تضاد) کا سا اختلاف ہے بلکہ یہ روایتیں مختلف اقسام کی حالتوں پر محمول ہیں جن میں ثواب و عذاب دیا جاتا ہے۔

۷۶) جابر بن عبداللہ (الانصاری) رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب احد کے دن میرے ابا جان قتل ہو گئے تو میں (آنسو بہا کر) رونے لگا۔ میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (کبار) صحابہ مجھے اس سے منع کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہیں کر رہے تھے۔ میری

---

۷۵) إسنادہ حسن، اسے أحمد (۱/ ۲۶۶) نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان (الموارد: ۱٦۱۱) حاکم (۲/ ۷٤) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

تنبیہ: اس روایت اور سابقہ روایت میں کوئی تضاد نہیں ہے جیسا کہ خود مؤلف نے واضح کر دیا ہے والحمد للہ

۷۶) صحيح البخاري، كتاب المغازى، باب من قتل من المسلمين يوم احد (ح ٤٠٨٠) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن عمرو بن حرام (ح ٢٤٧١/ ١٣٠)

آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے (شفقت سے) فرمایا: ''نہ رو (فرمایا:) تجھے کیا چیز رلا رہی ہے؟ فرشتے اسے پروں کے ساتھ سائے میں رکھے ہوئے تھے حتیٰ کہ وہ اسے اٹھالے گئے۔'' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۷۷) براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (نبی ﷺ کے بیٹے) ابراہیم علیہ السلام فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو جنت میں ایک دودھ پلانے والی (دودھ پلا رہی) ہے''

۷۸) دوسری سند سے بھی یہی روایات مروی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا تو الخ راوی نے (آخر تک پوری) حدیث ذکر کی اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بیٹے) ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بتایا کہ اسے جنت میں دودھ پلایا جاتا ہے اور (حالانکہ وہ) مدینے کے قبرستان: البقیع میں دفن ہے۔

اور آپ نے عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دی کہ فرشتوں نے انھیں سائے میں رکھا ہوا ہے، حالانکہ آپ کے صحابہ میں سے کسی نے بھی اسے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ یہ روایات یا ان جیسی دوسری روایات جنھیں ہم نے تخفیف کے لئے اور طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے ہماری کہی ہوئی اس بات کی دلیل ہے کہ جو آدمی اس دنیا سے (موت کے بعد) چلا جاتا ہے تو اس پر مختلف حالتیں آتی ہیں جن کا ہم نہ مشاہدہ کرتے ہیں اور نہ کوئی (بظاہر) واقفیت ہوتی ہے۔ صحیح حدیث کے آنے کے بعد ان پر عقیدہ رکھنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جن پر اُس نے عذاب کا فیصلہ کر دیا ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ﴾

---

۷۷) صحیح، دیکھئے حدیث: ۷۸

۷۸) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ما قيل أولاد المشركين (ح ١٣٨٢) عن ابی الولی، و (ح ٦١٩٥) عن سليمان بن حرب

''اور اگر تو دیکھے جب فرشتے کافروں (کی روحوں) کو قبض کرتے ہیں۔ وہ اُن کے چہروں اور پٹھوں کو مارتے ہیں (اور کہتے ہیں:) جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ وہی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور بے شک اللہ اپنے بندوں کے ساتھ ظلم کرنے والا نہیں۔'' [الانفال:۵۰]

اور فرمایا:

﴿ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾

''اور اگر تو ظالموں کو موت کی سختیوں میں دیکھے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے کہہ رہے ہوتے ہیں: اپنی جانوں کو آج نکالو، تم اللہ پر جو ناحق باتیں کرتے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے تو اس کی وجہ سے آج تمھیں رسوا کن عذاب ملے گا۔'' [الانعام:۹۳]

اور (اللہ) تعالیٰ نے الِ فرعون کے بارے میں فرمایا:

﴿ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴾

''(جہنم کی) آگ پر وہ صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی (تو کہا جائے گا) آج آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو۔'' [المؤمن:۴۶]

پس بتایا کہ جب انھیں موت دی جاتی ہے تو فرشتے ان کے چہرے اور پیٹھیں پیٹتے ہیں۔ اگرچہ فرشتے موت کے وقت اپنے ہاتھ پھیلا کر انھیں جو کچھ کہتے ہیں، ہم اس کا مشاہدہ نہیں کرتے اور نہ اسے سنتے ہیں اور جب تک دنیا رہے گی۔

آلِ فرعون کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا رہے گا۔ اگرچہ ہم اس کی کیفیت نہیں جانتے، ان باتوں میں ہماری کہی ہوئی بات کی دلیل ہے اور آنے والی حدیث بھی اس جیسی (دلیل) ہے۔

تصنیف: امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

۷۹) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں نے عمرو بن عامر الخزاعی کو جہنم میں دیکھا وہ اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ اس نے سب سے پہلے سوائب (بتوں کے لئے جانور چھوڑنے) کا طریقہ جاری کیا تھا۔''
یہ روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم میں زہری کی سند سے ہے۔
ایسی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

۸۰) عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے......الحدیث
اور آپ نے فرمایا: ''میں نے جہنم کو دیکھا وہ ایک دوسرے کو جلا رہی تھی۔ جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا تھا۔''
اور میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا وہ آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ اس نے سب سے پہلے سائبوں کی رسم شروع کی تھی۔'' اسے نبی ﷺ نے روایت کیا ہے۔

۸۱) جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا...... پھر راوی نے (لمبی) حدیث بیان کی۔ فرمایا: آپ ﷺ نماز میں (کبھی) آگے اور (کبھی) پیچھے ہو رہے تھے۔ پھر آپ نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر

....

۷۹) صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب قصة خزاعة، ح ۳۵۲۱ و ٤٦۲۳ .
صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب النار یدخلها الجبارون، ح ۲۸۵٦/ ۵۱ .

۸۰) یعنی راوی نے (لمبی) حدیث بیان کی۔ نیز دیکھئے حدیث: ۸۱۔

۸۱) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة المائدة، باب ما جعل الله من بحیرة، ح ٤٦۲٤ .
صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب صلوٰة الکسوف، ح ۹۰۱/ ۳۔ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض علی النبی ﷺ فی صلوٰة الکسوف امر الجنة والنار، ح: ۹۰٤/ ۹ .

فرمایا: ”مجھے جنت اور دوزخ دکھائی گئی تو میں جنت کے (اتنا) نزدیک ہوا کہ اگر میں اسکے کچھ خوشے توڑنا چاہتا تو توڑ لیتا، اور مجھے (جہنم کی) آگ دکھائی گئی۔ میں اس ڈر سے پیچھے ہونے لگا کہ وہ تمھیں آ نہ لے۔ اور میں نے حمیر (قبیلے) کی ایک کالی، لمبی عورت کو دیکھا جسے ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ اس بلی کو اس نے باندھ دیا تھا۔ نہ کھانا دیا نہ پانی دیا اور نہ اسے (کھلا چھوڑ کر) زمین میں کھانے پینے کی اجازت دی (تو وہ بلی مرگئی) اور میں نے ابوثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا وہ اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹ رہا تھا۔“

۸۲) جابر (رضی اللہ عنہ) سے (وہی) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا۔ پھر راوی نے (لمبی) حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم اس طرح کی کوئی چیز (گرہن وغیرہ) دیکھو تو (نفل) نماز پڑھو، تاکہ وہ مصیبت ٹل جائے۔ تمھیں جن چیزوں کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ ساری چیزیں میں نے (آج) اپنی نماز میں دیکھ لی ہیں حتی کہ جہنم لائی گئی۔ یہ اس وقت تھا جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا تھا۔ مجھے یہ خوف تھا کہ اس کی تپش تمھیں نہ پہنچ جائے۔ میں نے کہا: اے میرے رب! میں ان لوگوں میں ہوں (اور یہ جہنم کا عذاب)؟ حتی کہ میں نے ٹہنی والی کو دیکھا جو جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ وہ حاجیوں کا سامان اپنی ٹہنی کے ساتھ چرا لیتا تھا۔ جب اسے کوئی آدمی (چوری کرتے) دیکھ لیتا تو وہ کہتا: یہ تو میری چھڑی کے ساتھ اٹک گیا تھا۔ اور جب آدمی غافل ہوتا تو سامان لے کر نو دو گیارہ ہو جاتا۔ میں نے اس میں بلی والی کو دیکھا جس نے بلی کو باندھ دیا تھا اور کھانا نہیں دیا تھا اور نہ اسے چھوڑا تھا، تاکہ زمین میں چل پھر کر کھائے تو وہ بلی بھوک سے مرگئی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۸۳) ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سورج غروب ہونے کے بعد باہر نکلے تو (کچھ آوازیں سن کر) فرمایا: ”یہ یہودیوں کی آوازیں ہیں۔ انھیں اُن کی

....

۸۲) صحیح مسلم، ح ۹۰۴/ ۱۰ دیکھئے حدیث سابق: ۸۱

۸۳) صحیح، دیکھئے حدیث: ۸۴

قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔''

۸۴) ابو ایوب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غروب آفتاب کے بعد باہر نکلے تو آپ نے فرمایا: ''یہ یہودی ہیں جن کی قبروں میں اُن پر عذاب ہو رہا ہے۔'' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۸۵) عمرہ بنت عبدالرحمٰن (تابعیہ) سے روایت ہے کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے سامنے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا گیا کہ میت کو اس کے قبیلے والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک انھوں (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا انھیں غلطی لگی ہے۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت (کی قبر) کے پاس سے گزرے جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''بے شک وہ اس پر رو رہے ہیں اور اس کی قبر میں اس پر عذاب ہو رہا ہے۔'' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۸۶) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ آپ اپنی خچر پر سوار تھے۔ آپ پانچ یا چھ قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ کی خچر بدک گئی۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ان قبر والوں کو جانتا ہے؟'' تو ایک آدمی نے کہا: میں، اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: ''وہ کون ہیں؟'' اس نے کہا: یہ شرک پر

---

۸۴) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ح ۱۳۷۵.
صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب عرض مقعد المیت من الجنة، ح ۲۸۶۹.

۸۵) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب بعد...... باب زیارة القبور، ح ۱۲۸۹ مختصراً
صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اهله علیه ح ۲۷/۹۳۲

تنبیہ: عبداللہ بن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم، دونوں کی حدیثیں صحیح ہیں کسی کو بھی غلطی نہیں لگی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس آدمی پر محمول ہے جو خود میت پر چیختا چلاتا تھا اور اپنے گھر والوں کو اس سے منع نہیں کرتا تھا، لہٰذا یہ عذاب اس کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہی ہے۔

۸۶) صحیح مسلم، کتاب الجنة باب عرض مقعد المیت من الجنة، ح ۲۸۶۷.

مرے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کو قبروں میں (دوسری امتوں کی طرح) آزمایا جاتا ہے۔ اور اگر تم (ڈر کے مارے) دفن کرنا نہ چھوڑ دیتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تمھیں عذابِ قبر میں سے کچھ سنا دے۔ یعنی جس (عذاب) میں وہ (گرفتار) ہیں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ سے قبر کے عذاب کی پناہ مانگو، پھر فرمایا: جو فتنے ظاہر ہو گئے ہیں اور جو چھپے ہوئے ہیں اُن سے اللہ کی پناہ مانگو۔ پھر فرمایا: اللہ سے دجال کے فتنے کی پناہ مانگو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۸۷) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر تشریف فرما تھے کہ آپ بنو نجار کے ایک باغ کے پاس سے گزرے۔ وہاں ایک قبر میں قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو خچر بدک گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم دفن کرنا چھوڑ نہ دیتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں عذاب قبر میں سے سنا دے۔''

۸۸) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر سے آواز سنی تو فرمایا: ''یہ قبر والا کب مرا ہے؟''
لوگوں نے کہا: جاہلیت میں مرا تھا تو آپ کو یہ بات اچھی لگی، پھر آپ نے فرمایا: ''اگر تم دفن کرنا چھوڑ نہ دیتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تمھیں قبر کا عذاب سنا دے۔''

۸۹) انس (رضی اللہ عنہ ہی) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم دفن کرنا چھوڑ نہ دیتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں قبر کا عذاب سنا دے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹۰) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو نجار کے (ایک باغ میں)

---

۸۷) صحیح، مسند احمد ۳/۱۵۳۔ اسے ابن حبان (موارد ۷۸۶) نے صحیح کہا ہے۔

۸۸) صحیح، مسند احمد (۳/۱۰۳، ۱۱۴)

۸۹) صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب عرض مقعد المیت، ح ۲۸۶۸

۹۰) **إسناده حسن**، کتاب السنة لعبد الله بن احمد (۲/ ۵۹۷ ح ۱٤۲۱)

کھنڈرات کے پاس گئے۔ گویا آپ قضائے حاجت کرنا چاہتے تھے، پھر آپ باہر تشریف لائے۔ آپ ڈرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم دفن کرنا چھوڑ نہ دیتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں قبر کے عذاب میں سے سنا دے جو میں سنتا ہوں۔'' یہ سند صحیح ہے اور گزشتہ روایات کا شاہد ہے۔

۹۱) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بنو طلحہ کے کھجوروں کے باغ میں تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لئے جا رہے تھے۔ بلال آپ کے پیچھے چل رہے تھے، وہ آپ کی تکریم کی وجہ سے آپ کے ساتھ نہیں چلتے تھے۔ نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آپ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ بلال آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا: ''اے بلال! خرابی ہو، کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سن رہا ہوں؟''

پھر آپ نے فرمایا: ''قبر والے پر عذاب ہو رہا ہے، پھر جب قبر والے کے بارے میں پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا۔''

۹۲) ام مبشر (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میں بنو نجار کے باغ میں تھی اور وہاں اُن لوگوں کی قبریں تھیں۔ آپ فرما رہے تھے: ''عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قبر (والوں) کے لئے عذاب ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''انھیں قبر میں عذاب دیا جاتا ہے جسے جانور سنتے ہیں۔'' اور یہ بھی سابقہ روایات کا شاہد ہے۔

۹۳) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ اور بلال،

....

۹۱) إسناده صحيح، مسند أحمد (۳/ ۱۵۱).

۹۲) إسناده صحيح، مسند احمد (۷/ ۳۶۲) ۔ اسے ابن حبان (الموارد: ۷۸۷) نے صحیح کہا ہے۔

۹۳) صحيح، مسند احمد (۳/ ۲۵۹) ۔ اسے حاکم (۱/ ۴۰) وذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔

دونوں بقیع (کے قبرستان) میں چل رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! کیا تم (وہ) سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟'' انھوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں (کچھ) نہیں سن رہا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو سُن نہیں رہا کہ قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔'' شیخ (امام بیہقی) نے کہا: یہ سند بھی صحیح ہے اور سابقہ روایات کا شاہد ہے۔

جو شخص اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ان تمام دلائل میں اس بات کا ثبوت ہے کہ اس آدمی کو بھی عذاب ہوتا ہے جس کا جسم ہماری آنکھوں کے سامنے گل سڑ گیا اور مٹی ہو چکا ہوتا ہے۔ جسے اللہ چاہتا ہے وہ سُن لیتا ہے اور مشاہدہ کر لیتا ہے اور جسے نہیں چاہتا وہ نہ سنتا ہے اور نہ مشاہدہ کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی آوازیں سنی تھیں جن پر عذاب ہو رہا تھا اور آپ کے ساتھ جو صحابہ کرام تھے انھوں نے وہ آوازیں نہیں سنی تھیں۔ آپ نے جب سورج گرہن والی نماز پڑھی تو اس شخص کو دیکھا جو آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا اور اسے دیکھا جسے چوری (کی سزا) میں عذاب ہو رہا تھا، اور اس عورت کو دیکھا جسے بلی (کو ناحق قتل کرنے) کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے زمانے والوں کی نظروں میں مٹی ہو چکے تھے۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی انھوں نے یہ (عذاب زدہ اشخاص) نہیں دیکھے جو آپ نے دیکھے تھے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں مختلف مقامات پر کئی گروہوں کو متعدد جرائم (کی وجہ سے) عذاب میں دیکھا اور (یہ مسلّم ہے کہ) نبیوں کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ عذاب زدہ اشخاص ہماری نظروں میں مٹی بن چکے ہوں۔

۹۴) سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب (صبح کی) نماز پڑھتے تو ہماری طرف چہرہ کر کے فرماتے: ''آج رات تم میں سے کس نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو آپ کو بتا دیتا اور اس پر جو اللہ چاہتا کلام فرما دیتے (یا تعبیر بتا

....

۹۴) صحیح البخاری، کتاب الجنائز باب بعد...... باب ما قیل فی اولاد المشرکین، ح ۱۳۸۶۔ صحیح مسلم، ح ۲۲۷۵ مختصراً جداً۔

دیتے) ایک دن آپ نے ہم سے پوچھا: ''کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے آج رات (خواب میں) دو آدمیوں کو دیکھا، وہ میرے پاس آئے اور مجھے مقدس زمین کی طرف لے گئے، پھر میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرا لوہے کی ایک درانتی (کانٹے دار ہتھیار) لئے (اس کے پاس) کھڑا ہے۔ وہ اسے بیٹھے آدمی کے منہ میں ایک طرف داخل کر کے گدی تک چیر رہا ہے، پھر دوسری طرف بھی اسی طرح کر رہا ہے۔

جب ایک طرف کی باچھ چرتی ہے تو دوسری طرف کی باچھ پہلے کی طرح صحیح ہو جاتی ہے۔ یہ کام مسلسل جاری ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے (جس کی باچھیں چری جا رہی ہیں؟) تو انھوں نے کہا: چلو، پھر ہم چلے حتی کہ ایک شخص کے پاس پہنچے جو گدی کے بل لیٹا ہوا تھا اور اس کے سر کے پاس دوسرا آدمی کھڑا، پتھر کے ساتھ اس کے سر کو کچل رہا تھا۔ جب وہ اسے (زور سے) مارتا تو پتھر (تھوڑا دور) لڑھک جاتا۔ پس وہ پتھر کو لینے کے لئے جاتا تو اس کے آنے سے پہلے ہی لیٹے ہوئے آدمی کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا، تو وہ دوبارہ اسے مارتا۔ میں نے پوچھا: یہ (لیٹا ہوا شخص) کون ہے؟ تو انھوں نے کہا: چلو، پھر ہم چلے تو ایک تنور نما گھر کے پاس پہنچے جس کا (اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا حصہ (خوب) کھلا تھا۔ اس تنور میں آگ جل رہی تھی۔ جب آگ ان کے قریب آتی (اور بھڑکتی) تو وہ بلند ہو جاتے حتی کہ قریب تھا کہ وہ اس (تنور) سے باہر نکل جائیں۔ اور جب آگ ہلکی پڑتی تو وہ نیچے لوٹ جاتے۔ اس (تنور) میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا: چلو، پھر ہم چلے حتی کہ ہم خون کی ایک نہر کے پاس پہنچے۔ ایک آدمی نہر کے درمیان تھا، اور دوسرا آدمی کنارے پر (بہت سے پتھر) لیے کھڑا تھا۔ نہر کے اندر والا آدمی جب بھی نہر سے نکلنے کی کوشش کر کے (کنارے کے قریب) پہنچتا تو دوسرا آدمی اس کے منہ پر (زور سے) پتھر مارتا جس کی وجہ سے وہ اپنی سابقہ جگہ پر دوبارہ لوٹ جاتا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ تو وہ دونوں بولے: چلو، پھر ہم چلے تو ایک سبز باغ میں پہنچے۔ وہاں

ایک بڑا درخت تھا۔ اس درخت کی جڑ میں ایک بوڑھا آدمی اور بچے موجود تھے اور ایک آدمی اس کے قریب، درخت کے سامنے آگ جلا رہا تھا۔ پھر وہ مجھے درخت کے اوپر لے گئے۔ انھوں نے مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا کہ اس جیسا خوبصورت (گھر) میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس میں بوڑھے آدمی، نوجوان، عورتیں اور بچے تھے۔ پھر وہ مجھے وہاں سے نکال کر، اس سے بھی بہترین اور خوبصورت درخت پر دوسرے گھر میں لے گئے۔ اس میں بوڑھے اور جوان موجود تھے۔ میں نے کہا: تم دونوں نے آج رات مجھے سیر کرائی ہے تو یہ بھی بتادو جو کچھ میں نے دیکھا ہے (کیا ہے؟) انھوں نے کہا: جی ہاں (بتادیتے ہیں)

جس شخص کو آپ نے دیکھا کہ اس کی باچھیں چیری جا رہی ہیں وہ (دنیا میں) جھوٹا آدمی تھا۔ جھوٹ بولتا تو اس کا جھوٹ چاروں طرف پھیل جاتا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا رہے گا۔

اور جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا یہ وہ آدمی ہے جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا تو وہ رات کو نماز میں قرآن پڑھنے کے بغیر ہی غافل ہو کر سو جاتا اور دن کو بھی اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا رہے گا، اور جنہیں آپ نے تندور نما سوراخ میں دیکھا ہے وہ زانی لوگ ہیں، اور جسے آپ نے (خون کی) نہر میں دیکھا ہے وہ سود کھانے والوں میں سے ہیں۔ درخت کے نیچے بوڑھے آدمی ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے ارد گرد بچے، لوگوں کے بچے ہیں (جو نابالغ مر گئے تھے) اور جو آگ جلا رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ ہے۔ پہلا گھر جہاں آپ داخل ہوئے عام مؤمنین کا گھر ہے اور یہ گھر شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے۔ اپنا سر اٹھائیں۔

میں نے سر اٹھایا تو اپنے اوپر بادلوں جیسا ایک مقام دیکھا (جس میں انتہائی خوبصورت محل تھا) انھوں نے کہا: یہ آپ کی منزل ہے۔

میں نے کہا: مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنی منزل میں داخل ہو جاؤں تو انھوں نے کہا: ابھی آپ کی عمر باقی ہے جسے آپ نے پورا نہیں کیا۔ جب آپ یہ عمر پوری کر لیں گے تو اپنے مقام پر

آ جائیں گے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۹۵) ابوامامہ الباہلی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ) فرماتے سنا: ''' ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ دو آدمی آئے اور مجھے بازو سے پکڑ کر (اوپر) لے گئے۔ وہ ایک بے آب و گیاہ پہاڑ کے پاس پہنچے تو مجھے کہا: چڑھو۔ میں نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، تو انھوں نے کہا: ہم اسے آپ کے لیے آسان کر دیں گے (آپ کوشش تو کریں) پھر جب میں چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں پہاڑ کے درمیان میں بڑی سخت آوازیں ہیں۔ میں نے کہا: یہ کون سی آوازیں ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ دوزخیوں کی چیخیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے گئے تو ہمارا گزر ایک ایسی قوم سے ہوا جنہیں الٹا لٹکایا گیا تھا۔ ان کے ہونٹ چیرے جا رہے تھے جن سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: (رمضان میں) روزہ کھلنے سے پہلے ہی کھاتے پیتے رہتے تھے (یعنی روزے نہیں رکھتے تھے)'' ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ تباہ ہو گئے۔

سلیم (بن عامر، تابعی) نے کہا: مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ الفاظ ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) کے اپنے الفاظ ہیں یا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کئے ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک قوم کے پاس لے گئے جن کے پیٹ پھولے ہوئے اور سخت بدبودار تھے۔ ان کا انتہائی برا منظر تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا: یہ وہ کافر ہیں جو میدان جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔

پھر وہ مجھے ایک ایسی قوم کے پاس لے گئے جن کے پیٹ پھولے ہوئے تھے حال انتہائی برا تھا اور پاخانے سے زیادہ گندی بو تھی۔

میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں، پھر وہ مجھے ایک جگہ لے گئے جہاں عورتوں کے پستانوں کو سانپ نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ وہ عورتیں جو (جان بوجھ کر، بغیر کسی عذر کے) اپنی اولاد کو دودھ نہیں

....

۹۵) **إسناده صحيح**، ابـن خزيمه (٣/ ٢٣٧ ح ١٩٨٦) ابن حبان (موارد ١٨٠٠) حاكم (١/ ٤٣٠، ٢/ ٢٠٩، ٢١٠) نیز ذہبی نے بھی صحیح کہا ہے۔

پلاتی تھیں۔ پھر وہ مجھے بچوں کے پاس لے گئے جو دونہروں کے درمیان کھیل رہے تھے۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ تو انھوں نے کہا: یہ مؤمنوں کے بچے ہیں۔ پھر وہ مجھے اوپر لے گئے۔ دیکھا کہ تین آدمی (جنت کی) شراب پی رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ جعفر (بن ابی طالب)، زید (بن حارثہ) اور (عبداللہ) بن رواحہ ہیں۔ پھر وہ مجھے اور اوپر لے گئے تو میں نے تین آدمی دیکھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا: یہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

۹۶) ابورافع (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ بقیع غرقد میں تھا۔ میں آپ کے پیچھے چل رہا تھا، اتنے میں آپ نے فرمایا: ''نہ تو سیدھی راہ پر چلا اور نہ ہدایت قبول کی۔'' آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ تو ابورافع نے (پریشان ہوکر) کہا: یا رسول اللہ! مجھے کیا ہوگیا ہے (جو آپ یہ فرما رہے ہیں؟) تو آپ نے فرمایا: ''میں تجھے نہیں کہہ رہا، میں اس قبر والے کو کہہ رہا ہوں، اس سے میرے بارے میں پوچھا جا رہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ مجھے نہیں جانتا۔'' دیکھا تو یہ قبر (تازی) تھی۔ جس میں قبر والے کو دفن کیا گیا تھا۔ اور پانی چھڑ کا گیا تھا۔

---

۹۶) إسناده ضعيف، عباد اور اس کے دادا کی توثیق نہیں ملی۔ اسی طرف حافظ ہیثمی نے بھی اشارہ کیا ہے۔
(مجمع الزوائد ۳/ ۵۳ و قال: و فيه من لم أعرفه)
اس کی دیگر سندیں بھی ضعیف ہیں دیکھئے کشف الأستار (۱/ ٤٧) والمعجم الكبير للطبراني (۱/ ۳۲۵ ح ۹٦۱)

تصنیف : امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

باب ۱۳: اہل ایمان کو عذاب قبر سے ڈرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو فرمایا:

﴿وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝﴾

''اور اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو تو ان (مشرکوں) کی طرف تھوڑا سا جھک جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم تجھے (دنیا کی) زندگی میں دوگنا اور موت کے بعد دوگنے عذاب کا مزہ چکھاتے، پھر تو ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ پاتا۔'' (١٧/ بنی اسرائیل: ٧٤، ٧٥)

ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب (مفسر) نے اپنی تفسیر میں حسن ابن ابی حسن البصری سے ''ضعف الممات'' کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ عذاب قبر ہے۔

۹۷) ضعف المماۃ کی تشریح میں عطاء (بن ابی رباح) سے مروی ہے کہ عذاب ہے۔

۹۸) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے پاس ایک یہودی عورت کہہ رہی تھی: کیا تجھے پتا ہے کہ تمھیں قبروں میں آزمایا جاتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آزمایا تو یہودیوں کو جاتا ہے۔'' عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: کچھ راتیں گزریں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ تمھیں قبروں میں آزمایا جاتا ہے۔'' عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ہمیشہ) قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹۹) اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے

---

۹۷) إسناده ضعيف جدًا، جابر بن یزید الجعفی ضعیف رافضی تھا اور سفیان الثوری مشہور مدلس ہیں۔

۹۸) صحيح مسلم: ٥٨٤.

۹۹) صحيح البخاري: ١٣٧٣.

ہوئے تو آپ نے قبر کے فتنے کا (بھی) ذکر کیا جس میں آدمی کو قبر میں آزمایا جاتا ہے۔
جب آپ نے یہ ذکر کیا تو مسلمان رونے لگے۔ شور کی وجہ سے میں نبی ﷺ کا (باقی) کلام نہ سمجھ سکی جب شور ختم ہوا تو میں نے اپنے قریب ایک آدمی سے کہا: اللہ تجھے برکتیں دے۔ رسول اللہ ﷺ نے آخر میں کیا فرمایا ہے؟
تو اس نے کہا: (آپ نے فرمایا:) ''میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تمھیں دجال کے فتنے کی طرح قبروں میں (بھی) آزمایا جاتا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۰۰) عطاء بن یسار (تابعی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے عمر! اس وقت کیسا ہوگا، جب تیرے لیے تین ہاتھ اور ایک بالشت (لمبی) اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی قبر، زمین میں سے تیار کی جائے گی۔ پھر تیرے گھر والے تجھے نہلائیں گے۔ کفن پہنائیں گے اور خوشبو لگائیں گے۔ پھر وہ تجھے اٹھا کر (اس قبر میں) غائب کر دیں گے۔ پھر تیرے اوپر مٹی ڈال کر چلے جائیں گے تو تیرے پاس قبر کے دو آزمانے والے فرشتے منکر اور نکیر آجائیں گے۔ ان کی آوازیں زوردار گرج کی طرح اور آنکھیں اچکنے والی بجلی جیسی ہوں گی، ان کے بال لٹکے ہوئے ہوں گے۔ وہ تجھے ڈرائیں دھمکائیں گے اور کہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو انھوں (عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے نبی! (ﷺ) کیا اس وقت (میری عقل اور) میرا دل میرے ساتھ ہوگا جو آج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' تو انھوں نے کہا: میں اللہ کے حکم سے، ان دونوں کو کافی ہوں۔

۱۰۱) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! وہ وقت کیسا ہوگا جب تجھے زمین کے پاس لے جایا جائے گا۔ تو تین ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور ایک ہاتھ ایک بالشت چوڑی قبر کھودی جائے گی، پھر تیرے پاس منکر نکیر آئیں گے۔ کالے سیاہ، وہ اپنے بالوں کو گھسیٹ رہے ہوں گے۔ ان کی آوازیں زوردار گرج کی طرح

---

۱۰۰) ضعیف، اسے آجری نے کتاب الشریعہ (ص ۳۶۶، ۳۶۷) میں روایت کیا ہے۔ ابوزرعہ نے کہا: عطاء بن یسار نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا (کتاب المراسیل ص ۱۵۷)، لہٰذا سند منقطع ہے۔

۱۰۱) إسناده ضعيف جدًا، محمد بن عمر الواقدی سخت مجروح اور متروک راوی ہے۔ دیکھئے (ح ۱۱، ۴۸)

اور آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح ہوں گی۔ وہ اپنے پنجوں سے زمین میں گڑھے کر رہے ہوں گے۔ وہ تجھے خوف زدہ حالت میں بٹھائیں گے۔ پھر تجھ سے سوالات کریں گے اور تجھے خوف زدہ کریں گے۔ انھوں نے (عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ! میں اس وقت اس (موجودہ) حالت میں ہوں گا؟ تو آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' تو انھوں نے کہا: میں اللہ کے حکم سے ان دونوں کو کافی ہوں۔

۱۰۲) ابو سہل (یا ابو شہر) سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے اور وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! تیری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تو زمین کے دو ہاتھ ٹکڑے میں (دفن) ہوگا۔ پھر تو منکر نکیر کو دیکھے گا؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! منکر نکیر کون ہیں؟ فرمایا: قبر کے آزمانے والے (فرشتے) ہیں۔ ان کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے اچک لینے والی بجلی اور آوازیں بادلوں کی تیز کڑک کی طرح ہیں۔ ان کے پاس ایک ہتھوڑا ہوتا ہے جسے وہ اس لاٹھی سے زیادہ آسانی کے ساتھ اٹھا لیتے ہیں، جبکہ اگر تمام منیٰ والے جمع کر دیے جائیں تو وہ سب مل کر بھی اسے اٹھا نہیں سکتے، پھر وہ تجھے آزمائیں گے۔ اور اگر تو ناکام رہا تو تجھے ایسی مار ماریں گے کہ راکھ بنا دیں گے۔'' انھوں (عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ! میں اسی حالت پر ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' تو انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں ان (دونوں) کو کافی ہوں۔

۱۰۳) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک قبر ایک جھٹکا دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے بچ پاتا تو وہ سعد بن معاذ ہوتے۔''

۱۰۴) عائشہ (رضی اللہ عنہا ہی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر کوئی آدمی قبر کے جھٹکے سے بچ جاتا تو سعد بن معاذ ہوتے۔

---

۱۰۲) إسناده ضعيف جدًا. مفضل بن صالح کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا: منکر الحدیث ہے۔ (التاریخ الصغیر ص ۲۰۹) اور ایسے راوی سے روایت لینا حلال نہیں ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال (ج ۱ ص ۶) وغیرہ

۱۰۳) صحیح، اسے علی بن الجعد (الجعدیات ۲/ ۶۲۵، ح ۱۶۰۱) وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۰۴) صحیح، دیکھئے حدیث سابق (۱۰۳)

۱۰۵) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی ایک آدمی (بھی) قبر کے عذاب سے بچ جاتا تو سعد (بن معاذ رضی اللہ عنہ) بچ جاتے۔ پھر آپ نے اپنی تین انگلیاں اکٹھی کیں، گویا پھرائیں۔ پھر فرمایا: ''انھیں جھٹکا دیا گیا، پھر یہ ٹل گیا۔''

۱۰۶) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نیک بندہ، جس کے لیے عرش ہل گیا، آسمان کے دروازے کھل گئے اور اس کے پاس ایسے ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترے۔ انھیں ایک جھٹکا دیا گیا، پھر اسے موقوف کر دیا گیا، یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔''

۱۰۷) نبی ﷺ کی بیوی، عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے میرے پاس آ کر باتیں کیں۔ اور راوی نے یہودی عورت کا قصہ، عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان باتوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کرنا، اور آپ کا قبول کرنا بیان کیا۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) فرمایا: آپ نے میرے سامنے کوئی بات بھی نہیں لوٹائی۔ پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! اللہ سے عذاب قبر کی پناہ مانگو کیونکہ اگر کوئی ایک (بھی) اس سے بچ پاتا تو وہ سعد بن معاذ ہوتے، لیکن انھیں جھٹکے سے زیادہ کچھ نہیں محسوس ہوا۔''

۱۰۸) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سعد (بن معاذ) کی قبر میں داخل ہوئے تو (تھوڑی دیر کے لیے) رک گئے، پھر جب باہر آئے تو پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کسی چیز نے روک لیا تھا؟ آپ نے فرمایا: سعد کو قبر میں ایک جھٹکا لگا تو میں نے اللہ سے دعا کی۔

---

۱۰۵) صحیح، حلیۃ الاولیاء (۳/۱۷۳) شواہد کی بنا پر صحیح ہے، نیز دیکھئے (ح ۱۰۳)

۱۰۶) إسناده صحيح، سنن النسائی ۴/۱۰۰ ح ۲۰۵۷۔

۱۰۷) صحیح، یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۰۸) ضعیف، اسے بزار (کشف الاستار ۳/۲۵۶، ح ۲۶۹۷) وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم (۳/۲۰۶) وذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس کے راوی عطاء بن السائب نے یہ روایت اختلاط کے بعد بیان کی ہے۔

اللہ نے اسے اُن سے ہٹا دیا۔‘‘

۱۰۹) (عبداللہ) بن عیاش (بن ابی ربیعہ المخزومی) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سعد بن معاذ کی قبر کے پاس بیٹھے۔

پھر آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا: ’’اگر کوئی شخص قبر کے فتنے، تکلیف یا بھینچنے سے بچ جاتا تو ضرور سعد بن معاذ بچ جاتے۔ انھیں بھینچنے والا جھٹکا لگا، پھر اسے ہٹا دیا گیا۔‘‘

۱۱۰) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کو ان کی قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے سبحان اللہ کہا تو لوگوں نے بھی سبحان اللہ کہا، پھر آپ نے اللہ اکبر کہا تو لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا، پھر پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کس لیے سبحان اللہ کہا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: ’’اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی، پھر اللہ نے اس سختی کو دور کر دیا۔‘‘

۱۱۰ ب) اس سند کے ساتھ امیہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے سعود (بن معاذ) کے خاندان کے بعض لوگوں سے اس بارے میں پوچھا:

تمھیں رسول اللہ ﷺ کی بات کے بارے میں کیا معلوم ہے؟

تو انھوں نے کہا: ہمیں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ

---

۱۰۹) صحیح، کتاب المعرفۃ والتاریخ للفسوی (۱/ ۲۴۷) یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ دیکھئے المعجم الکبیر للطبرانی (۱۲/ ۲۳۲ ح ۱۲۹۷۵، ۱۰/ ۴۰۶ ح ۱۰۸۲۷) وغیرہ

۱۱۰) ضعیف، یہ سند محمود کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسے احمد (۳/ ۳۶۰، ۳۷۷) وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔ محمود بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن الجموح مجہول الحال (نامعلوم) راوی ہے۔ اس کا ثقہ (قابل اعتماد راوی) ہونا ثابت نہیں ہے۔

۱۱۰ ب) ضعیف. بعض آل سعد مجہول ہیں اور باقی سند بھی نامعلوم ہے۔

فائدہ: ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سیّدنا سعد بن معاذ کو قبر میں جھٹکا لگا تھا۔ رضی اللہ عنہ۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ’’یہ جھٹکا عذاب قبر نہیں ہے بلکہ یہ ایسی تکلیف ہے جو مؤمن کو اپنے بیٹے یا کسی پیارے کی موت پر ہو جاتی ہے۔‘‘

(سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۲۹۰)

مکتبۃ الحدیث

نے فرمایا: ''وہ (سعد) بعض اوقات پیشاب میں احتیاط نہیں کرتے تھے۔''

۱۱۱) حذیفہ (بن الیمان رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب آپ قبر کے پاس پہنچے تو (غور سے) اسے دیکھنے لگے، پھر فرمایا: ''مجھے اس (قبر) سے تعجب ہے اس میں مؤمن کو ایک جھٹکا لگتا ہے جس میں اس کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں، اور کافر پر (یہ قبر) آگ سے بھر جاتی ہے۔''

۱۱۲) سعید بن المسیب (تابعی) سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! جس دن سے آپ نے مجھے منکر ونکیر کی آواز اور قبر کے جھٹکے کے بارے میں بتایا ہے مجھے کوئی چیز بھی فائدہ نہیں دے رہی۔ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مؤمنوں کے کانوں میں منکر نکیر کی آوازیں ایسی ہیں جیسے آنکھ میں سرمے کی سلائی ڈالی جاتی ہے اور مؤمن پر قبر کا جھٹکا ایسے ہے جیسے مہربان ماں کے سامنے اس کا بیٹا سر درد کی شکایت کرتا ہے تو وہ ہلکے سے اس کا سر تھپا دیتی ہے، لیکن اے عائشہ! اللہ کے بارے میں شک کرنے والوں کے بارے میں ہلاکت ہے، انھیں (معلوم ہے) کیسے اپنی قبروں میں جھٹکا دیا جاتا ہے۔ جیسے کسی انڈے کو (زور سے) کسی پتھر پر دے مارا جاتا ہے۔''

باب۱۴: چغلی اور پیشاب (کے قطروں سے نہ بچنے) میں قبر کا عذاب

۱۱۳) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور (تمھاری نظر میں) کسی بڑی چیز پر

....

۱۱۱) إسناده ضعيف جدًا، اسے احمد (۵/ ۴۰۷) وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن الجوزی نے کتاب الموضوعات (۳/ ۲۳۱) میں درج کیا ہے، جبکہ حافظ ابن حجر نے اس قول المسدد (ص ۳۴) میں اُن کا تعاقب (اور رد) کیا ہے۔ محمد بن جابر سخت ضعیف ہے اور ابو البختری نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا، لہٰذا سند منقطع ہے۔

۱۱۲) إسناده ضعيف، حسن بن ابی جعفر اور علی بن زید بن جدعان دونوں ضعیف ہیں۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ اور باقی سند میں بھی نظر ہے۔

۱۱۳) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الجريد على القبر (ح ١٣٦١)
صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول (ح ٢٩٢)

نہیں، ایک تو چغل خور تھا اور دوسرا (اپنے) پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔'' آپ نے کھجور کی تازی (سرسبز ٹہنی منگوائی، اس کے دوٹکڑے لیے، پھر ایک ٹکڑا ایک قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پر رکھ دیا۔ پھر فرمایا: ''ہوسکتا ہے جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہو جاتیں، اللہ ان کے عذاب سے تخفیف کر دے۔'' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۱۴) اسی سند سے ایک دوسری روایت بھی مروی ہے جس کے الفاظ اور مفہوم سابق روایت جیسے ہیں۔

۱۱۵) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں (قبروں والوں) پر چغلی اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔'' آپ نے (کھجور کی) ایک تازی ٹہنی لے کر اس کے دوٹکڑے کیے اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا اور فرمایا: ''ہوسکتا ہے کہ جب تک یہ (ٹہنیاں) تازہ رہیں ان دونوں کے عذاب میں کمی ہو جائے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۱۶) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اکثر عذاب قبر پیشاب (کے نہ بچنے) میں ہوتا ہے۔''

امام بخاری نے ابو عوانہ کی (بیان کردہ) حدیث کو صحیح کہا ہے، اور یہ دوسری حدیث ہے۔

۱۱۷) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک قبر کا عام عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے، لہٰذا اپنے پیشاب (کے قطروں) سے بچو۔''

....

۱۱۴) صحیح، دیکھئے حدیث سابق: ۱۱۳

۱۱۵) صحیح مسلم (ح ۲۹۲/ ۱۱۱) نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۱۳

۱۱۶) یہ روایت شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ اسے ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب التشدید فی البول ح ۳۴۹ وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے، نیز دار قطنی (۱/ ۱۲۸) حاکم (۱/ ۱۸۳) اور ذھبی نے صحیح کہا ہے۔

۱۱۷) یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۱۸) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، پھر آپ نے ایک (تازی) ٹہنی لی تو (اس کے دو ٹکڑے کر کے) ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ ابن وہب (راوی) نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ کے اس عمل کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مرد تھا جو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور (دوسری) عورت تھی جو لوگوں کے درمیان چغل خوری کے لیے چلتی رہی تھی۔ ان دونوں پر قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

۱۱۹) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے (ہی) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے رک گئے۔ پھر فرمایا: ''دو ٹہنیاں (کھجور کی) لے آؤ۔'' پھر آپ نے ایک ٹہنی قبر کے سر کی طرف اور دوسری اس کے قدموں کی طرف رکھ دی۔ ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اسے (میت کو) اس کا فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جب تک ان میں تر و تازگی (اور نمی) رہے گی اس کے عذاب میں کمی رہے گی۔''

۱۲۰) ابوبکرہ (نفیع بن الحارث الثقفی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اور ایک آدمی (دونوں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپ ﷺ ہمارے درمیان تھے کہ آپ دو قبروں کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں قبروں والوں پر اب ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ تم میں سے کون اس کھجور کے درخت سے ایک ٹہنی لاتا

....

۱۱۸) إسناده ضعيف.

عبدالعزیز بن صالح مجہول ہے۔ (میزان الاعتدال ۲/ ۶۲۹)

اور ابوالخنساء بھی مجہول ہے، میرے علم کے مطابق کسی محدث نے بھی اسے ثقہ نہیں کہا۔

لہٰذا یہ روایت مرد و عورت کی تفریق اور ''قیامت تک عذاب'' کے الفاظ کے ساتھ ضعیف ہے۔

۱۱۹) إسناده صحيح، اسے احمد (۲/ ۴۴۱) نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

۱۲۰) إسناده ضعيف، اسے ابن ماجہ، کتاب الطهارة، باب التشديد في البول (ح ۳۴۹) وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بحر بن مرار البکری نے اپنے دادا کو نہیں پایا، لہٰذا یہ سند منقطع ہے۔ نیز بحر بن مرار کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ۔

ہے؟" میں اور میرا ساتھی، دونوں دوڑتے ہوئے گئے تو میں پہلے پہنچ گیا۔ میں نے کھجور کے درخت سے ایک ٹہنی توڑی، پھر اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس کے اوپر سے دو (برابر) ٹکڑے کیے، پھر ایک قبر پر آدھا ٹکڑا رکھ دیا اور دوسری قبر پر آدھا ٹکڑا رکھ دیا اور فرمایا: "جب تک ان میں پانی رہے گا ان دونوں کے عذاب میں کمی رہے گی۔ ان دونوں پر غیبت اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔"

۱۲۱) ابوبکرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میرے اور نبی ﷺ کے درمیان ایک آدمی تھا جب آپ دو قبروں کے پاس پہنچے تو فرمایا: "ان دونوں قبروں والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ تم مجھے کھجور کی ایک ٹہنی لا دو۔" ابوبکرہ نے کہا: میں اور میرا ساتھی دوڑتے ہوئے گئے تو میں پہلے پہنچ گیا اور ٹہنی لے آیا آپ نے اس کے دو ٹکڑے کیے، اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا اور فرمایا: "ہوسکتا ہے جب تک یہ (ٹہنیاں) تر رہیں۔ اللہ ان کے عذاب میں کمی کر دے۔ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور (تمہارے خیال میں) کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا، غیبت اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔"

۱۲۲) یعلی بن سیابہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے (قبر والے پر) عذاب ہو رہا تھا (اور ہمارے خیال میں) وہ کبیرہ گناہ نہیں تھا۔ پھر آپ نے ایک ٹہنی منگائی تو اسے قبر پر رکھ دیا اور فرمایا: "ہوسکتا ہے جب تک یہ تر و تازہ رہے اللہ اس کے عذاب میں کمی کر دے۔"

۱۲۳) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو نجار کی دو قبروں کے

....

۱۲۱) إسناده ضعيف، اسے احمد (۵/۳۵) وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بحر بن مرار کی حدیث اس کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۱۴۰

۱۲۲) یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ اسے احمد (۴/۱۷۲) نے بھی روایت کیا ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۱۹، وغیرہ

۱۲۳) إسناده ضعيف جدًا، لیکن یہ روایت اپنے گزشتہ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

پاس سے گزرے۔ ان دونوں پر چغلی اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے ایک ٹہنی لے کر اس کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ اور فرمایا: ''جب تک یہ تر وتازہ رہیں گی، اللہ (ان شاء اللہ) ان کے عذاب میں کمی کرے گا۔''

۱۲۴) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی (کی قبر) کے پاس سے گزرے۔ ہمارے خیال میں اسے چغلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔

۱۲۵) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آپ کا سفید خچر ڈر گیا۔ لوگوں نے اس کی لگام کو پکڑ لیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اس قبر والے پر عذاب ہو رہا ہے وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔''

۱۲۶) عبدالرحمٰن بن حسنہ سے روایت ہے کہ میں اور عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے پاس ایک برتن تھا۔ آپ نے بیٹھ کر پیشاب کیا تو ہم نے آپس میں کہا: آپ اس طرح پیشاب کرتے ہیں جیسے کہ عورتیں پیشاب کرتی ہیں۔ پھر آپ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: کیا تمھیں پتہ نہیں کہ بنی اسرائیل والے کو کیا ہوا تھا؟ انھیں اگر پیشاب لگ جاتا تو اسے کاٹ دیتے تھے۔ پھر انھیں منع کیا تو انھوں نے اسے چھوڑ دیا، لہٰذا اس شخص کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔''

....

۱۲۴) إسناده ضعيف جدًا، لیکن اس کا مفہوم سابقہ روایات کی رو سے صحیح ہے۔ اسے طبرانی نے بھی اوسط (۱۰۵۴ طبع دار الحرمین بالقاہرۃ) میں بیان کیا ہے۔ (مجمع الزوائد ٥/ ٩٣)

حافظ ہیثمی نے کہا: خلید بن دعلج متروک ہے۔

۱۲۵) إسناده ضعيف، شیبہ بن مساور کی روایت، انس رضی اللہ عنہ سے منقطع ہے کیونکہ وہ اتباع التابعین میں سے ہیں۔ دیکھئے تعجيل المنفعه (ص ١٧٩)

۱۲۶) إسناده ضعيف، اسے ابو داود، كتاب الطهارة، باب الاستبراء من البول ح ٢٢ سنن النسائی (٣٠) ابن ماجه (٣٤٦) وغیرہم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاتم (١/ ١٨٤) ذهبي نے صحیح کہا ہے، سلیمان بن مہران الاعمش مدلس راوی ہیں۔ اس روایت میں اُن کے سماع کی تصریح نہیں ملی۔

تصنیف: امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ   ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

باب ۱۵: میت پر نوحہ کرنے (شور مچا کر رونے پیٹنے وغیرہ) سے عذاب قبر کا خوف

بعض اہل علم نے کہا: اگر اس (مرنے والے) نے اس (نوحے) کی وصیت کی ہو (تو اسے عذاب قبر ہوتا ہے ورنہ نہیں۔)

۱۲۷) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک میت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۲۸) یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میت پر جو نوحہ کیا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔'' یہ روایت صحیحین میں موجود ہے۔

باب ۱۶: مالِ غنیمت میں خیانت کی وجہ سے عذاب قبر کا خوف

۱۲۹) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو ہمیں مالِ غنیمت میں نہ سونا ملا اور نہ چاندی۔ ہمیں صرف مال اور چیزیں، (مویشی اور زمینیں) غنیمت میں ملیں۔ پھر ہم وادی قریٰ کی طرف لوٹے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غلام تھا جو آپ کو بنوضبیب کے ایک آدمی رفاعہ بن زید نے دیا تھا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

....

۱۲۷) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب مايكره من النياحة على الميت ـ ح ۱۲۹۲

۱۲۸) صحيح، متفق عليه، دیکھئے حدیث سابق: ۱۲۷

۱۲۹) صحيح البخاري، كتاب الايمان والنذور، باب هل يدخل في الأيمان والنذور الأرض والغنم والزروع والأمتعة، ح ۶۷۰۷، صحيح مسلم، الايمان، باب غلظ تحريم الغلول: ح ۱۱۵۔

تنبیہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مدرسوں، مسجدوں اور وقف شدہ مال دھوکے سے کھاتے ہیں، انھیں بہت بڑا اور دردناک عذاب دیا جائے گا۔ مدارس و مساجد و اوقاف کے منتظمین کو چاہیے کہ آمدن و خرچ کا مکمل اور صحیح صحیح حساب رکھیں ورنہ پھر جہنم کی آگ کے بارے میں سوچ لیں۔ والعیاذ باللہ (حافظ زبیر علی زئی)

سواری کے کجاوے کو پکڑے ہوئے تھا کہ اچانک ایک (نامعلوم) غیر ارادی تیر اسے آ لگا تو وہ مر گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے جنت کی خوشخبری ہو (یعنی وہ شہید ہو گیا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے خیبر والے دن، مالِ غنیمت میں سے وہ چادر چھپائی ہے جو اس کے حصے میں نہیں تھی۔ وہ آگ بن کر اسے لپٹی ہوئی ہے (یہ سن کر) ایک آدمی ایک تسمہ یا دو تسمے لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک تسمہ آگ کا ہے، یا یہ دو تسمے آگ کے ہیں۔'' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۳۰) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تو بنو عبدالاشہل کے پاس جا کر مغرب تک، ان سے باتیں کرتے رہے۔ راوی نے (لمبی) حدیث ذکر کی اور اس میں یہ (بھی) ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لیکن یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے، جسے میں نے بنو فلاں کے صدقات جمع کرنے کے لیے بھیجا تھا تو اس نے ایک کمبل چرا لیا، جواب اسے آگ میں سے لپٹا (کر جلا رہا) ہے۔''

باب ۱۷: قرض (باقی رہنے) میں عذاب قبر کا خوف

۱۳۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کی روح، قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے جب تک وہ قرض ادا نہ ہو جائے۔''

....

۱۳۰) حسن، سنن النسائی کتاب الإمامة، باب الإسراع الی الصلوٰة من غیر سعي، ح ۸٦۳، ۸٦٤، اسے ابن خزیمة (۵۲/۴، ح ۲۳۳۷) نے صحیح کہا ہے۔ ابن جریج نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ منبوذ اور فضل کو ابن حبان (۵۲۴/۷، ۲۹۵/۵) اور ابن خزیمہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اس مفہوم کے دیگر شواہد بھی ہیں۔

۱۳۱) **صحیح**، سنن الترمذی، کتاب الجنائز باب ماجاء عن النبی ﷺ قال: نفس المؤمن معلقة بدینه: ۱۰۷۸ اسے حاکم (۲۶/۲، ۲۷) وذہبی نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ نیز دیکھئے: موارد الظمان (۱۱۵۸) وغیرہ۔

۱۳۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ہی) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک مؤمن پر قرض باقی رہتا ہے اس کی روح لٹکی رہتی ہے۔''

۱۳۳) سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہاں بنوفلاں کا کوئی آدمی ہے؟'' آپ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی، کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص فوت ہوا ہے اسے اس کے قرض کی وجہ سے جنت میں جانے سے روک دیا گیا ہے۔ اگر چاہتے ہو تو فدیہ دے دو (یعنی اس کا قرض اتار دو) اور اگر چاہتے ہو تو اسے اللہ کے عذاب کے لیے چھوڑ دو۔''

۱۳۴) سیدنا جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی فوت ہوا تو ہم نے اسے غسل دیا، خوشبو لگائی اور کفن پہنایا۔ پھر ہم اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تاکہ آپ اس کا جنازہ پڑھائیں۔

آپ نے ایک قدم (آگے) رکھا، پھر فرمایا: ''کیا اس پر قرض ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو (میں نہیں پڑھتا)'' ابوقتادہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا قرض میرے اوپر ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تیرے اوپر قرض خواہ کا حق اور مرنے والے کی برأت ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں: تو آپ نے اس شخص کی نماز جنازہ پڑھی، پھر آپ دوسرے دن (ابوقتادہ) کو ملے تو فرمایا: ''ان دو دیناروں کا کیا ہوا؟'' انھوں نے کہا:

....

۱۳۲) صحیح، سنن الترمذي: ۱۰۷۹، سنن ابن ماجه: ۲٤۱۳، نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۳۱۔ یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۳۳) صحیح، مسند احمد (۵/۱۱، ۱۳) اسے حاکم (۲/۲۵) وذہبی نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ نیز سنن ابی داود (۳۳٤۱) میں اس کی دوسری سند بھی ہے۔

۱۳٤) إسناده حسن.

مسند احمد (۳/۳۳۰) اسے حاکم (۳/۵۸) وذہبی نے صحیح قرار دیا اور حافظ ہیثمی نے کہا: اس کی سند حسن ہے۔ (مجمع الزوائد ۳/۳۹) اس روایت کے کئی شواہد بھی ہیں، لہٰذا حدیث صحیح ہے۔

یارسول اللہ! وہ آدمی تو کل فوت ہوا ہے، پھر آپ اسے دوسرے دن ملے تو پوچھا: ''ان دو دیناروں کا کیا ہوا؟'' تو انھوں (ابوقتادہ) نے کہا: یارسول اللہ! میں نے وہ (قرض والے دینار) ادا کردیے ہیں: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج اس (مرنے والے کے جسم) کی جلد ٹھنڈی ہوئی ہے۔''

باب ۱۸: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں عذاب قبر سے محفوظ رہنے کی امید ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جس نے نیک کام کیئے تو وہ اپنے آپ کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔﴿وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ﴾ [الروم:٤٤]

مجاہد (تابعی، مفسر) نے کہا: یہ آیت قبر کے بارے میں ہے (یعنی قبر کے عذاب سے بچنے کی تیاری کر رہے ہیں)

۱۳۵) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ ان لوگوں کے قدموں کی چاپ سنتا ہے جو اس سے (مڑ کر) واپس چلتے ہیں۔ اگر مؤمن تھا تو نماز اس کے سر کے قریب آجاتی ہے اور روزے دائیں طرف، زکوٰۃ بائیں طرف اور نیکیوں کے کام، صدقہ، صلہ رحمی، معروف اور لوگوں کے ساتھ احسان اس کے قدموں کے پاس آجاتے ہیں۔ اس کے سر کی طرف سے آیا جاتا ہے (یعنی عذاب کا فرشتہ آتا ہے) تو نماز کہتی ہے:

میری طرف سے تم نہیں آسکتے، پھر دائیں طرف سے آتا ہے تو روزے کہتے ہیں: ادھر سے تم نہیں آسکتے، پھر بائیں طرف سے آتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے: میری طرف سے تم نہیں آسکتے، پھر اس کے پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو نیکیوں کے کام: صدقہ، صلہ رحمی، معروف اور لوگوں کے ساتھ احسان کہتے ہیں: یہاں سے تم نہیں آسکتے۔'' اور (راوی نے) لمبی حدیث بیان کی ہے۔

....

۱۳۵) حسن، دیکھئے حدیث سابق: ۶۴ یہ روایت تفصیلاً گزر چکی ہے۔ والحمد للہ

۱۳۶) مجاہد (تابعی) نے آیت باری تعالیٰ: ﴿فَلِاَنۡفُسِهِمۡ يَمۡهَدُوۡنَ﴾ ''پس وہ اپنے آپ کے لئے تیاری کررہے ہیں'' سے متعلق فرمایا: قبر میں (یعنی اس تیاری کا فائدہ قبر میں ہے۔)

باب ۱۹: رباط (جہاد کی تیاری) میں قبر کے فتنے سے محفوظ رہنے کی امید

۱۳۷) سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ایک دن رات کی جہاد کی تیاری، ایک مہینے کے روزے اور قیام کی طرح ہے اور اگر وہ مرجائے تو اس رباط (جہاد کی تیاری) کا اجر جاری رہتا ہے اور وہ (قبر کے) فتنے سے بچ جاتا ہے اور اس کا جنت میں رزق جاری رہتا ہے۔''

۱۳۸) اسی سابقہ سند سے روایت ہے کہ ''ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ مرجائے تو اس کا عمل جو وہ کرتا تھا، اس کا اجر جاری رہتا ہے اور وہ (قبر کے) فتنے سے بچ جاتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۳۹) فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے، سوائے مرابط (جہاد کی تیاری کرنے والے) کے۔ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا ہی رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔''

....

۱۳۶) حسن، جامع البیان للطبری (۲۱/ ۳۳، ۳۴)، حلیة الاولیاء ۳/ ۲۹۷ ۔ابن ابی نجیح نے ابن جریر کے ہاں سماع کی تصریح کردی ہے اور باقی سند حسن ہے۔

۱۳۷) صحیح ، دیکھئے حدیث سابق: ۱۳۸

۱۳۸) صحیح مسلم ، کتاب الامارة ، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ (ح ۱۹۱۳)

۱۳۹) صحیح، سنن ابی داود ، کتاب الجهاد، باب فی فضل الرباط ح ۲۵۰۰، سنن الترمذی: ح ۱۶۲۱ ، و قال : حسن صحیح نیز ابن حبان (موارد: ۱۶۲۴) حاکم (۲/ ۷۹) اور ذہبی نے بھی صحیح کہا ہے۔

باب ۲۰: اللہ کے راستے میں شہادت کی وجہ سے اس بات کی امید کہ آدمی قبر میں اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

۱۴۰) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (کافروں کے) رعل، ذکوان، لحیان، اور اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان (قبیلوں) پر تیس دن بددعا کی۔ جنھوں نے صحابہ کو بئر معونہ میں شہید کیا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بئر معونہ (معونہ کنوئیں) کے شہداء کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا جسے ہم پڑھتے تھے، پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی: ہماری قوم کو بتا دو (پہنچا دو) کہ بے شک ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی۔ تو وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۴۱) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے تو اللہ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھ دیں۔ وہ جنت کی نہروں پر پھرتے ہیں۔ جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے نیچے لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں جا کر آرام کرتے ہیں۔ جب انھوں نے اپنے کھانے، پینے اور قیلولے کی نعمتیں دیکھیں تو کہا: کون ہمارے (دنیا والے) بھائیوں تک پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ میدان جنگ اور جہاد سے پیچھے نہ رہیں، تو اللہ نے فرمایا: میں تمہاری طرف سے پہنچا دوں گا، پھر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝﴾

....

۱۴۰) صحیح البخاري، کتاب الجهاد والسیر، باب فضل قول الله تعالیٰ: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله أمواتا ح ۲۸۱۴، صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، باب استحباب القنوت في جمیع الصلوة اذا نزلت بالمسلمین نازلة ح ۶۷۷/ ۲۹۷۔

۱۴۱) حسن، مسند احمد (۱/ ۲۶۵، ۲۶۶) اسے حاکم (۲/ ۸۸) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔
یہ روایت شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انھیں مردے نہ سمجھو بلکہ وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں انھیں رزق دیا جاتا ہے۔'' الخ [ال عمران:۱۶۹۔۱۷۱]

اس بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث سابق:۷۳)

۱۴۲) سیدنا قیس الجزامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک (اللہ کی راہ میں) مقتول کے لیے اللہ کے ہاں چھ انعامات ہیں: اس کے خون کا پہلا قطرہ نکلنے کے ساتھ ہی اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اسے قبر کے عذاب سے بچا لیا جاتا ہے۔ اسے کرامت (بزرگی) کا لباس پہنایا جاتا ہے اور وہ اپنا جنت والا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ اسے بڑے (عذاب کے) ڈر سے بچا لیا جاتا ہے اور بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے۔''

باب ۲۱: سورۃ الملک کی تلاوت میں عذابِ قبر سے محفوظ رہنے کی امید

۱۴۳) سیدنا عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا تو (عذاب کے فرشتے) اس کی قبر کی اطراف سے آئے۔ قرآن پاک کی ایک سورت اس کا دفاع کر رہی تھی حتی کہ اس نے انھیں روک دیا۔ (راوی مرہ بن شرجیل نے) کہا: میں اور مسروق (تابعی) نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سورۃ تبارک (الملک) ہے۔

۱۴۴) مسروق (تابعی) سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: سورۃ تبارک نے اپنے پڑھنے والے کا دفاع کیا حتی کہ اسے جنت میں داخل کر دیا۔

۱۴۵) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۃ تبارک (الملک) روکنے والی ہے۔ وہ اللہ کے اذن سے عذابِ قبر سے روکے گی۔ جب آدمی کے سر کی طرف سے آیا جاتا

---

۱۴۲) صحیح، مسند احمد (۴/ ۲۰۰) اس کے شواہد کے لیے دیکھئے سنن الترمذی (۱۶۶۳) وغیرہ۔

۱۴۳) إسناده حسن.

۱۴۴) حسن، دیکھئے حدیث سابق:۱۴۳

۱۴۵) إسناده حسن، اسے حاکم (۲/ ۴۹۸) اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔

ہے تو یہ اسے (عذاب کے فرشتے کو) کہتی ہے: تجھے اس پر کوئی اختیار نہیں ہے۔اس نے سورت الملک میں دعا کی ہے۔اس کے پاؤں کی طرف سے آیا جاتا ہے تو پاؤں کہتے ہیں: یہاں سے تم نہیں آسکتے۔ بلاشبہ یہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر اس نے زیادہ کیا اور بہت اچھا کیا۔

۱۴۶) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے کسی نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اور اسے پتہ نہیں تھا کہ یہ قبر ہے۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک انسان سورۃ الملک پڑھ رہا ہے حتی کہ اس نے اسے آخر تک پڑھ لیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا:

یارسول اللہ! میں نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اور مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ قبر ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک انسان سورۃ الملک پڑھ رہا ہے حتی کہ اس نے اسے آخر تک پڑھ لیا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ روکنے والی ہے۔ یہ نجات دینے والی ہے۔ یہ قبر کے عذاب سے نجات دے گی۔'' اس حدیث کی روایت صرف یحییٰ بن عمرو بن مالک نے کی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اس سورۃ کے پڑھنے کی فضیلت میں ایک دوسری حدیث (بھی) مروی ہے۔ جس کی سند حسن ہے۔

۱۴۷) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن میں تیس آیتوں والی ایک سورۃ ہے جس نے اپنے پڑھنے والے کی سفارش کی حتیٰ کہ اللہ نے اسے بخش دیا۔ یہ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (سورۃ الملک) ہے۔''

....

۱۴۶) **إسناده ضعيف**، سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة الملك، ح ۲۸۹۰، نیز ترمذی نے فرمایا: "غريب من هذا الوجه".

۱۴۷) **إسناده حسن**، سنن الترمذي: ۲۸۹۱ امام ترمذی نے کہا: "هذا حديث حسن" اسے ابن حبان (موارد: ۱۷۶۶، ۱۷۶۷) حاکم (۲/ ۴۹۷، ۴۹۸) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ المعجم الکبیر میں اس کا ایک شاہد بھی ہے۔

باب ۲۲: پیٹ کے مرض میں مرنے والے کے بارے میں یہ امید کہ وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

۱۴۸) عبداللہ بن یسار سے روایت ہے کہ میں سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دونوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو پیٹ کی بیماری سے فوت ہوا تھا۔ دونوں یہ چاہتے تھے کہ اس کے جنازے میں شامل ہوں۔ ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے (یہ) نہیں فرمایا، یا آپ نے انھیں فرماتے نہیں سنا کہ ''جو آدمی پیٹ کی بیماری سے مر جائے اسے قبر میں عذاب نہیں ہوتا؟'' تو دوسرے نے کہا: جی ہاں (سنا ہے۔)

۱۴۹) عبداللہ بن یسار الجہنی سے روایت ہے کہ: میں سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سلیمان نے کہا: اللہ تیری مدد کرے، تو اس نیک آدمی کے بارے میں ہمیں کتنا تنگ کرتا تھا، کیا تو اس کا جنازہ پڑھے گا؟

میں نے کہا: اور وہ شخص پیٹ کی بیماری میں فوت ہوا تھا تو ہم جلدی جلدی پہنچے۔

سلیمان نے خالد کی طرف منہ کر کے کہا: کیا تو نے نبی ﷺ کو فرماتے نہیں سنا کہ ''جو پیٹ کے مرض میں فوت ہو جائے اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جاتا۔'' تو انھوں نے کہا: جی ہاں (سنا ہے)

۱۵۰) ایک دوسری سند سے بھی یہی روایت مروی ہے جس میں یہ ہے کہ ''جس کو اس کا پیٹ مار دے اسے قبر میں عذاب نہیں ہوتا۔''

....

۱۴۸) إسناده صحيح، سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب من قتله بطنه، ح ۲۰۵۴، مسند الطيالسی: ۱۲۸۸۔ اسے ابن حبان (الاحسان ۲۹۲۲) نے صحیح کہا ہے۔

۱۴۹) صحیح، دیکھئے حدیث: ۱۵۰۔

۱۵۰) صحيح، المعجم الكبير للطبرانی ۴/ ۱۹۰، ح ۴۱۰۳، ۱۴۹، نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۴۸، ۱۴۹۔

۱۵۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو (پیٹ کا) مریض مرجائے تو وہ شہید ہوتا ہے اور قبر کے (عذاب اور) دونوں فتنوں سے بچ جاتا ہے۔“
ابوعبداللہ اور ابوسعید کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اسے جنت کا رزق ملتا ہے۔ اس روایت کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی منفرد ہے (یعنی کسی اور نے یہ روایت بیان نہیں کی)

باب ۲۳: جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہونے والے کے لیے قبر کے فتنے سے محفوظ رہنے کی امید

۱۵۲) عبدالرحمٰن بن قحذم سے روایت ہے کہ عیاض بن عقبہ کا بیٹا جمعہ کے دن فوت ہوگیا تو انھیں اس (بیٹے کی وفات) کا بہت زیادہ صدمہ پہنچا۔ صدف کے ایک (سچے) آدمی نے انھیں کہا: اے ابو یحییٰ! کیا میں آپ کو وہ خوشخبری نہ سنادوں جو میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے سنی ہے۔ میں نے انھیں یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مسلمان جمعہ کی رات کو فوت ہوجاتا ہے تو وہ قبر کے فتنے سے بری (محفوظ) ہوجاتا ہے۔“
یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

۱۵۳) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہوجائے تو وہ قبر کے فتنے (اور عذاب) سے محفوظ ہوجاتا ہے۔“
یہ موقوفاً (بھی) مروی ہے۔

....

۱۵۱) إسناده ضعيف جدًا، سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز باب ما جاء فيهن مات مريضاً، ح ۱٦۱۵، كتاب الموضوعات لابن الجوزي (۳/۲۱٦) ابراہیم بن محمد الاسلمی سخت ضعیف راوی ہے اور وہ اس حدیث کا انکار کرتا تھا۔

۱۵۲) حسن، المعرفة والتاريخ للفاسي ۲ / ۵۱۹، ۵۲ سنن الترمذي (۱۰۷٤) میں اس کی دوسری سند بھی ہے۔

۱۵۳) حسن، مسند احمد ۲/ ۱۷٦، ۲۲۰ ح ۷۰۵۰۔ یہ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۱۵۴) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن فوت ہو جائے تو وہ (قبر کے) فتنے سے بچ جاتا ہے۔ یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً (بھی) مروی ہے۔

۱۵۵) عکرمہ بن خالد المخزومی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور وہ عذابِ قبر سے بچ جاتا ہے۔

باب ۲۴: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کہ قبر وسیع اور منور ہو جائے

۱۵۶) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس تشریف لائے تو اُن کی آنکھیں (وفات کے بعد) کھلی ہوئی تھیں۔ آپ نے اُن کی آنکھیں بند کیں، پھر فرمایا: ''جب روح قبض ہوتی ہے تو آنکھ اس کے پیچھے چلتی ہے (یعنی وہ فوت ہو گئے ہیں)'' تو ان کے گھر والوں میں سے (بعض) لوگوں نے زور سے رونا شروع کر دیا۔

آپ نے فرمایا: ''اپنے آپ پر خیر کی بھی دعا کرو، کیونکہ فرشتے تمھاری آوازوں پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! ابو سلمہ کو بخش دے، اور ان کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر، اے رب العالمین! اس کے گناہ معاف کر دے اور ہمارے بھی۔ اے اللہ! اس کی قبر کو کھول دے اور اس میں (خوب) روشنی کر۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۵۷) اسی سند سے دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ خالد (الحذاء، راوی) نے کہا: ایک اور، ساتویں دعا بھی روایت میں تھی جو مجھے یاد نہیں رہی ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

۱۵۴) حسن، یہ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۱۵۵) إسناده ضعیف، عبداللہ بن مؤمل جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ

۱۵۶) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی اغماض المیت والدعاء له إذا حضر: ح ۹۲۰۔

۱۵۷) صحیح، دیکھئے حدیث سابق: ۱۵۶

تصنیف: امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

باب ۲۵: نبی ﷺ کا جنازے میں دعا کرنا کہ قبر والے کی جگہ وسیع جائے اور وہ قبر کے فتنے سے بچ جائے۔

۱۵۸) سیدنا عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو ایک جنازے میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! اس کے گناہ معاف کر دے، اس پر رحم کر، اس سے درگزر کر، اسے عافیت میں رکھ، اس کی بہترین میزبانی فرما، اس کے مدخل (مکان وجگہ) کو وسیع کر دے۔ اسے پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو اور گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اسے اپنے گھر سے بہترین گھر، اپنے گھر والوں سے بہترین گھر والے اور اپنے جوڑے سے بہترین جوڑا عطا کر۔ (اے اللہ!) اسے قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے بچا لے۔'' عوف نے کہا: یہ دعا سن کر میں نے یہ خواہش کی کہ کاش یہ میت میں ہوتا جس کے لئے آپ ﷺ یہ دعا کر رہے ہیں اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۵۹) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نابالغ بچے کی نماز جنازہ پڑھی، پھر (نماز جنازہ میں) فرمایا: ''اے اللہ اسے عذاب قبر سے بچا۔'' یہ روایت اس طرح مرفوع ہے۔ دوسرے راویوں نے اسے موقوف بیان کیا ہے۔

۱۶۰) سعید بن المسیب (تابعی) سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے ایک نابالغ بچے کی نماز (جنازہ) پڑھی تو کہا: اے اللہ اسے عذابِ قبر سے بچا۔

....

۱۵۸) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلوٰۃ (ح ۹۶۳)۔

۱۵۹) یہ روایت شذوذ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد (۱۱/ ۳۷۴) میں عصی بن الحسن بن عبدویہ سے روایت کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ روایت موقوف ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں، بلکہ صحابی کا قول و فعل ہے) دیکھئے حدیث: ۱۶۰

۱۶۰) صحیح، اسے شعبہ، عبدہ بن سلیمان، امام مالک (الموطا ۱/ ۲۸) ھشیم، سفیان ثوری، حماد بن زید اور حماد بن سلمہ، سب نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے موقوفاً بیان کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ سابقہ روایات ابن عبدویہ کا وہم ہے۔

باب ۲۶: مرنے والوں پر نبی ﷺ کی نماز جنازہ میں اس چیز کی امید کہ ان کی قبروں میں روشنی ہوگی اور اندھیرا ختم ہو جائے گا۔

۱۶۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالا مرد یا کالی عورت مسجد کی صفائی کرتی تھی وہ مرگئی تو نبی ﷺ نے اسے نہ پایا تو فرمایا: ''اس انسان کے ساتھ کیا (معاملہ پیش آ گیا) ہے؟'' انھوں نے کہا: وہ مرگئی ہے یا مرگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اس بات کی (جنازے کے وقت) خبر کیوں نہیں دی؟'' گویا وہ اس بات کو انتہائی معمولی سمجھتے تھے (اس لئے آپ کو اطلاع نہیں دی) آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر بتاؤ، پھر آپ اس کی قبر پر گئے اور نماز جنازہ پڑھی۔'' پھر فرمایا: ''یہ قبریں، قبر والوں پر اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور بے شک اللہ ان پر میری نماز (ودعا) کی وجہ سے روشنی کر دیتا ہے۔'' یہ روایت صحیحین ہے۔

باب ۲۷: نبی ﷺ کا دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ مشرکوں کو عذاب قبر دے۔ (یعنی عذاب قبر میں مبتلا رکھے)

۱۶۲) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (جنگ) خندق کے دن، نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ ان (مشرکوں) کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، انھوں نے ہمیں صلوٰۃ الوسطیٰ (درمیانی نماز) سے مشغول رکھا حتی کہ سورج غروب ہو گیا (اور ہم یہ نماز نہ پڑھ سکے)'' یہ نماز عصر کی تھی۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۶۳) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک (جنگ) احزاب والے دن، رسول اللہ ﷺ

....

۱۶۱) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی القبر بعد ما یدیہ فن، ح ۱۳۳۷، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی القبر، ح ۹۵۶۔

۱۶۲) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء علی المشرکین، ح ۶۳۹۶، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الدلیل لمن قال: الصلوٰۃ الوسطی ھي صلاۃ العصر ح ۶۲۷، باب التغلیظ فی تفویت صلوٰۃ العصر.

۱۶۳) صحیح، اسے مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ دیکھئے حدیث: ۱۶۴

خندق کے کناروں میں سے ایک کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''انھوں نے ہمیں درمیانی نماز سے مشغول کیے رکھا حتی کہ سورج غروب ہو گیا، اللہ ان (مشرکوں) کے گھروں، قبروں یا پیٹوں کو آگ سے بھر دے۔''

۱٦٤) اسی سند سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو یا فرمایا: ان کی قبروں اور پیٹوں کو آگ سے بھر دے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱٦٥) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب والے دن فرمایا: ''انھوں نے ہمیں درمیانی نماز سے مشغول کر دیا۔ اللہ اُن کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔'' پھر آپ نے اسے مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا۔ یہ ابو معاویہ (راوی) کے بیان کردہ الفاظ ہیں۔ (ابراہیم) بن طہمان (راوی) کے یہ الفاظ ہیں کہ احزاب والے دن رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز سے مشغول کر دیے گئے تو آپ نے اسے مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''انھوں نے ہمیں درمیانی نماز، نماز عصر سے مشغول رکھا ہے، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱٦٦) زِر (بن حبیش) نے کہا: ہم نے عبیدہ (السلمانی، تابعی) سے کہا: علی رضی اللہ عنہ سے درمیانی نماز کے بارے میں پوچھو، تو انھوں (علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے احزاب والے دن فرمایا: ''انھوں نے ہمیں درمیانی نماز، نمازِ عصر سے مشغول رکھا، اللہ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

۱٦٧) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خندق والے دن فرمایا: ''انھوں (مشرکوں) نے ہمیں درمیانی نماز، نمازِ عصر سے روکے رکھا۔ اللہ ان کے پیٹوں اور

---

۱٦٤) صحیح مسلم ، کتاب المساجد ، باب الدلیل لمن قال: الصلوٰۃ الوسطی ھي صلاۃ العصر ح ٦٢٧/ ٢٠٤۔

۱٦٥) صحیح مسلم : ٦٢٧/ ٢٠٥۔ دیکھئے حدیث سابق: ١٦٤

۱٦٦) صحیح ، یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۱٦٧) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الدلیل لمن قال: الصلوٰۃ الوسطی ھی صلاۃ العصر ح ٦٢٨۔

قبروں کو آگ سے بھر دے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۶۸) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق والے دن فرماتے سنا کہ ''انھوں نے ہمیں عصر کی نماز سے مشغول کر (کے روک) دیا'' پس آپ نے عصر کی نماز شفق غائب ہونے کے بعد ہی پڑھی، (آپ نے فرمایا:) ''اللہ اُن کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

۱۶۹) اسی سند سے روایت ہے کہ مشرکوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق والے دن، عصر کی نماز سے روکے رکھا تو آپ نے اسے نہیں پڑھا مگر سورج کے غائب ہونے کے بعد۔ پھر آپ نے فرمایا: ''انھوں نے ہمیں عصر کی نماز سے روکے رکھا، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

۱۷۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں سے جنگ کی حتیٰ کہ آپ کی نماز فوت ہوگئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انھوں نے ہمیں درمیانی نماز، نمازِ عصر سے مشغول کر دیا۔ اللہ ان کی قبریں اور پیٹ آگ سے بھر دے۔''

باب ۲۸: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر سے پناہ مانگنا اور اس کا حکم دینا

۱۷۱) مسروق (تابعی) سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یہودی عورت آئی تو اس نے ان سے کہا: کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذابِ قبر کے بارے میں کوئی چیز سنی ہے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نہیں، عذابِ قبر کیا ہوتا ہے؟ تو وہ (یہودی) عورت خاموش ہوگئی۔ پھر (جب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے عذابِ قبر کے بارے میں پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عذابِ قبر حق ہے۔'' پھر اس کے بعد آپ نے کوئی نماز

---

۱۶۸) إسناده صحيح، مسند بزار (کشف الاستار ۱/۱۹۶، ح ۳۸۸) اسے ابن حبان (الاحسان: ۲۸۸۰، الموارد: ۲۷۰) نے صحیح کہا ہے۔

۱۶۹) صحیح، دیکھئے حدیث سابق: ۱۶۸

۱۷۰) یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ دیکھئے مسند احمد (۱/۳۰۱ وسندہ حسن) مجمع الزوائد (۱/۳۰۹) وغیرھما

۱۷۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر ح ۵۸۶/ ۱۲۶، صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر ح ۱۳۷۲، نیز دیکھئے حدیث: ۱۷۴

ایسی نہیں پڑھی جس میں عذاب قبر سے (اللہ کی) پناہ نہ مانگی ہو۔ میں آپ کو یہ پناہ مانگتے سنتی تھی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۷۲) عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مدینے کی بوڑھیوں میں سے دو بوڑھیاں میرے پاس آئیں۔ انھوں نے کہا: قبر والوں پر ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس دو بوڑھیاں آئیں، انھوں نے یہ دعویٰ کیا کہ قبروں والوں پر ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''انھوں نے سچ کہا، انھیں عذاب دیا جاتا ہے جسے جانور سنتے ہیں۔'' پھر اس کے بعد میں نے آپ کو جب بھی نماز پڑھتے دیکھا تو آپ عذابِ قبر سے پناہ مانگ رہے ہوتے تھے۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۷۳) مسروق (تابعی) سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت، سوال کرنے کی غرض سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور کہا: تجھے اللہ، قبر کے عذاب سے بچائے۔ (اس اثنا میں) نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے (اس کے بارے میں) پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عذابِ قبر حق ہے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کے بعد میں نے آپ کو جو بھی نماز پڑھتے دیکھا تو آپ عذابِ قبر سے (اللہ کی) پناہ مانگتے تھے۔

۱۷۴) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کے پاس ایک یہودی عورت نے آ کر عذاب قبر کا ذکر کیا اور کہا: اللہ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں پوچھا: آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، عذاب قبر حق ہے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کے بعد میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے جو بھی نماز پڑھی تو عذاب

---

۱۷۲) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر ح ٦٣٦٦، صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر ح ٥٨٦/ ٢٥۔

۱۷۳) إسناده صحیح، اسے بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ دیکھئے حدیث: ۱۷۴

تنبیہ: امام بیہقی نے یہ روایت ابوداود طیالسی سے بیان کی ہے جو اُن کی مسند (ح ۱۴۱۱) میں موجود ہے۔ والحمد للہ

۱۷۴) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر ح ١٣٧٢، نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۷۱

قبر سے پناہ مانگی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۷۵) ایک دوسری سند کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت سوال کرنے کے لئے ان کے پاس آئی تو اس نے کہا: اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔
پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے تو سورج گرہن لگا۔ پھر راوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں حدیث بیان کی۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) فرمایا: پھر آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ نے جو چاہا بیان کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں (صحابہ کو) حکم دیا کہ عذاب قبر سے (اللہ کی) پناہ مانگیں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۷۶) عمرہ (بنت عبدالرحمٰن، تابعیہ) سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سوال کرنے کے لئے آئی تو اس نے کہا: اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی پناہ مانگی۔ پھر ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے دیکھا ہے کہ تمھیں دجال کے فتنے کی طرح قبروں میں آزمایا جاتا ہے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتے سنتی تھی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۷۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (یہ) دعا

....

۱۷۵) صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب التعوذ من عذاب القبر ح ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، صحیح مسلم: ۹۰۳، نیز دیکھئے حدیث: ۱۷۶

۱۷۶) صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب ذکر عذاب القبر فی صلاۃ الکسوف ح ۹۰۳۔

۱۷۷) صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الدعاء قبل السلام ح ۸۳۲، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر ح ۵۸۹.

پڑھتے تھے: ''اے اللہ میں تجھ سے عذابِ قبر کی پناہ مانگتا ہوں، اور تجھ سے دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں اور گناہوں اور قرضوں سے پناہ مانگتا ہوں۔'' کسی کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ قرض سے بہت زیادہ پناہ مانگتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''جب آدمی قرض دار ہو جاتا ہے تو (عام طور پر) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔'' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

عذابِ قبر سے استعاذہ (پناہ) کے بارے میں ایک جماعت نے زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے حدیث بیان کی ہے۔

۱۷۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں فتنۂ قبر کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دولت مندی کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میرے دل کو گناہوں سے صاف کر دے۔ (اور گناہ سے ایسی دوری پیدا کر) جیسے کہ مشرق و مغرب کے درمیان تو نے دوری کر رکھی ہے۔ اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے، گناہ اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' یہ روایات صحیحین میں ہے۔

۱۷۹) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اس دن یا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز ایسی پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر اس کے آخر میں آپ یہ (دعا) فرماتے: ''اے اللہ! جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل کے رب، مجھے آگ کی گرمی سے اور عذابِ قبر سے بچا لے۔''

۱۸۰) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ، جبرئیل

....

۱۷۸) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم ح ٦٣٩٨، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ ح ٥٨٩/ ٤٩، بعد حدیث: ٢٧٠٥

۱۷۹) **حسن**، مسند احمد ٦/ ٦١، مصنف ابن ابی شیبہ ١/ ١٢٢، نیز دیکھئے حدیث: ۱۸۰

۱۸۰) **إسنادہ حسن**، سنن النسائی، کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذ من عذاب النار، ح ٥٥٢١

ومیکائیل کے رب اور اسرافیل کے رب! میں جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

۱۸۱) سیدنا سعد (ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) پانچ چیزوں کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حکم دیتے تھے۔ اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور رذیل عمر کی طرف لوٹ جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

۱۸۲) عمرو بن میمون الاودی (تابعی) سے روایت ہے کہ سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے اپنے بچوں کو یہ کلمات (اس طرح) سکھائے تھے جس طرح استاد اپنے بچوں کو (سبق) سکھاتا ہے۔ آپ فرماتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آخر میں ان کے ساتھ پناہ مانگتے تھے:
"اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور رذیل عمر کی طرف لوٹ جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"
پھر میں نے یہ حدیث مصعب (بن سعد بن ابی وقاص، تابعی) سے بیان کی تو انھوں نے اس کی تصدیق کی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۸۳) امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے سنا ہے:
"اے اللہ! میں بزدلی اور بخیلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور برے اعمال سے تیری پناہ

---

۱۸۱) صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب ما یتعوذ من الجبن ح ۲۸۲۲۔

۱۸۲) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر ح ۶۳۶۵۔

۱۸۳) **ضعیف**، سنن ابو داود، کتاب الوتر، باب فی الاستعاذة ح ۱۵۳۹، سنن ابن ماجه: ۳۸۴۴، سنن النسائی ۵۴۹۹، ۵۴۹۹، ابن حبان (الاحسان: ۱۰۲۰، الموارد: ۲۴۴۵) حاکم (۱/ ۵۳۰) ابواسحاق مدلس ہے اور روایت عن سے ہے، نیز دیکھئے حدیث نمبر ۲۰۰

چاہتا ہوں اور سینے کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۱۸۴) سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب شام ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: ''ہم نے شام کی اور تمام ملک نے شام کی (صرف) اللہ کے لئے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس رات کی اور اس میں جو کچھ ہے اس کی خیر کا طلبگار ہوں اور اس رات کے شر اور اس میں جو کچھ برائیاں ہیں اُن سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے اور بڑھاپے کی بیماری، دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۸۵) سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ! مجھے میرے خاوند رسول اللہ ﷺ، باپ ابوسفیان اور بھائی معاویہ (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ نفع دے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اللہ سے وہ دعا کی ہے جس میں اوقاتِ زندگی مقرر ہیں۔ رزق تقسیم ہو گئے اور آثار پہنچ چکے ہیں (یعنی امور طے ہو چکے ہیں) ان کے وقت سے پہلے کوئی چیز جلدی نہیں آئے گی اور کوئی چیز مؤخر نہیں ہو گی۔ اگر تو اللہ سے دعا کرتی کہ وہ تجھے عافیت میں رکھے یا اللہ سے جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب کی پناہ مانگتی تو تیرے لئے بہتر اور افضل ہوتا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

....

۱۸۴) صحیح مسلم ، کتاب الذکر والدعاء ، باب فی الادعیة ح ۲۷۲۳۔

۱۸۵) صحیح مسلم ، کتاب القدر ، باب بیان أن الآجال والأرزاق وغیرھا ، لا تزید …… ح ۲۶۶۳۔

تصنیف : امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ ترجمہ و تحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اثبات عذاب القبر

۱۸۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''اے میرے اللہ! میں عذاب قبر اور عذاب جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۸۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے عذاب کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو، عذاب قبر کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو، زندگی اور موت کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو، مسیح دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۸۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی تشہد سے فارغ ہو جائے تو (سلام سے پہلے) چار چیزوں کی اللہ سے پناہ مانگے، عذاب جہنم اور عذاب قبر سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے شر سے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۸۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عذاب قبر سے (اللہ کی) پناہ مانگتے سنا ہے، اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۹۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ عذاب قبر، عذاب جہنم اور فتنۂ دجال سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

....

۱۸۶) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر ح ۱۳۷۷، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر ح ۵۸۸۔

۱۸۷) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یستعاذ منہ فی الصلوٰۃ ح ۵۸۹/ ۱۳۲۔

۱۸۸) صحیح مسلم: ح ۵۸۹/ ۱۳۰ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۸۷

۱۸۹) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر ح ۵۸۵۔

۱۹۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یستعاذ منہ فی الصلوۃ ح ۵۸۹۔

۱۹۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم سے اللہ کی پناہ مانگو، عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، مسیح دجال سے اللہ کی پناہ مانگو، زندگی اور موت کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

۱۹۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندگی اور موت کے شر، عذاب قبر اور مسیح دجال کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔''

۱۹۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

۱۹۴) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میں کمزوری، سستی، بخیلی اور بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۹۵) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے تھے:
''اے اللہ! میں کمزوری، سستی، بخل، قرض اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

....

۱۹۱) صحیح، سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی الاستعاذۃ ح ۳۶۰۴۔ امام ترمذی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

۱۹۲) صحیح، مسند احمد ۲/ ۴۶۹۔ الادب المفرد للبخاری: ۶۵۷، ابن حبان (الاحسان ۱۰۱۴) نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۹۳) صحیح، مسند احمد ۳/ ۱۱۳، ۱۱۷، نیز دیکھئے حدیث: ۱۹۴۔

۱۹۴) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ، من فتنه المحیا والممات ح ۶۳۶۷، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ ح ۲۷۰۶/ ۵۰.

۱۹۵) سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ من البخل، ح ۵۴۵۰۔ یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۹۶) حمید الطّویل (تابعی) سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عذاب قبر اور دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے سستی، بڑھاپے، بزدلی، بخل، فتنہ دجال اور عذاب قبر کی پناہ چاہتا ہوں۔''

۱۹۷) ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۹۸) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔آپ فرماتے: ''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی وموت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۹۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے بعد فرماتے: ''اے اللہ! میں عذاب جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور کانے دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی وموت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۲۰۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''اے اللہ! میں کفر، قرض، عذاب قبر اور سینے کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۲۰۱) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن، بنونجار کی چاردیواری میں، رسول

....

۱۹۶) سنن الترمذی ، کتاب الدعوات ، باب : ۷۱، ح ۳۴۸۵۔وقال: "هذا حديث حسن صحيح"

۱۹۷) صحیح البخاری، کتا ب الجنائز ، باب التعوذ من عذاب القبر ح ۱۳۷۶۔

۱۹۸) صحیح مسلم ، کتاب المساجد ، باب ما یستعاذ منه فی الصلوة ح ۵۹۰۔

۱۹۹) صحیح . یہ اپنے صحیح وحسن شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

۲۰۰) دیکھئے حدیث سابق: ۱۸۳

۲۰۱) صحیح مسلم ، دیکھئے حدیث سابق : ۸۶ .

اللہ ﷺ اپنے خچر پر (سوار) تھے۔ہم آپ کے ساتھ تھے۔خچر اچھلنے کودنے لگا،قریب تھا کہ وہ آپ کوگرادے۔کیا دیکھتے ہیں کہ چار، پانچ یا چھ قبریں ہیں، آپ نے فرمایا: ''ان قبر والوں کوکون جانتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں (جانتا ہوں) آپ نے فرمایا: ''یہ کب فوت ہوئے تھے؟ اس نے کہا: شرک (کے زمانے) میں مرے ہیں۔آپ نے فرمایا: ''بے شک اس امت کو اپنی قبروں میں آزمایا جاتا ہے۔اگر تم دفن کرنا چھوڑ نہ دیتے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں عذاب قبر میں سے وہ کچھ سنادے جو اس نے مجھے سنایا ہے۔'' پھر ہماری طرف اپنا چہرہ کر کے فرمایا: ''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' ہم نے کہا: ہم عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔آپ نے فرمایا: ''جو فتنے ظاہر ہو گئے ہیں اور جو مخفی ہیں اُن سب سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' ہم نے کہا: جو فتنے ظاہر ہو گئے ہیں اور جو چھپے ہوئے ہیں، اُن سب سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔آپ نے فرمایا: ''دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' ہم نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۲۰۲) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو نجار کی ایک چاردیواری میں داخل ہوئے تو آپ نے ان کی قبروں میں انھیں عذاب ہوتا سنا، آپ ڈرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے باہر نکل آئے: ''میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

۲۰۳) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا۔پھر راوی نے (لمبی) حدیث بیان کی اور اس میں ہے (کہ آپ نے فرمایا:) ''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

....

۲۰۲) **صحیح**، مسند احمد ۳/ ۲۹۵، ۲۹۶، مصنف عبدالرزاق: ۶۷۴۲۔

فائدہ: ابوالزبیر نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔والحمدللہ

۲۰۳) **سندہ صحیح**، مسند احمد ۵/ ۱۲۳، ۱۲۴، ابن حبان (موارد ۱۸۹۹) نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۲۰۴) مسلم بن ابی بکرہ (تابعی) سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد (ابو بکرہ رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ دعا میں یہ کہہ رہے تھے: اے اللہ! میں کفر، غربت اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (مسلم کہتے ہیں:) میں نے انھیں یاد کرلیا۔ پھر میں انھیں نماز کے آخر میں بطور دعا پڑھتا تھا۔ (ایک دن میرے والد محترم) میرے پاس سے گزرے اور میں یہ دعا کر رہا تھا تو آپ نے پوچھا: اے بیٹے! یہ الفاظ تو نے کہاں سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: اے ابا جی! میں نے آپ کو ان کلمات کے ساتھ نماز کے آخر میں دعا کرتے سنا تھا تو میں نے انھیں یاد کرلیا۔ انھوں نے فرمایا: اے بیٹے! انھیں لازم پکڑ لو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ نماز کے آخر میں دعا کرتے تھے۔

۲۰۵) عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ ہم نے زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) سے کہا: آپ ہمیں علم سکھائیں یا حدیثیں سنائیں، انھوں نے فرمایا: میں تمھیں صرف وہی سکھاؤں گا جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے تھے: ''اے اللہ! میں کمزوری، سستی، بخل، بزدلی، بڑھاپے اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۲۰۶) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''اے اللہ! میں سستی، قرض اور گناہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

....

۲۰۴) **سندہ حسن،** سنن ال نسائی، کتاب السھو، باب التعوذفی دبر الصلوۃ، ح ۱۳۴۸۔ اسے حاکم (۱/ ۳۵، ۲۵۲، ۵۳۳) وذہبی دونوں نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

۲۰۵) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شرما عمل (ح ۲۷۲۲)

۲۰۶) **سندہ حسن،** سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ من الھرم، ح ۵۴۹۲۔

فائدہ: عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کا سلسلہ جمہور محدثین کے نزدیک حجت (اور صحیح وحسن) ہے۔

دیکھئے الترغیب والترھیب للمنذری (ج ٤، ص ٥٧٦)

۲۰۷) دوسری سند سے یہی روایت مروی ہے جس میں یہ الفاظ: ''اور جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں'' نہیں ہیں۔

۲۰۸) نبی ﷺ کی لونڈی میمونہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے میمونہ! عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، (میمونہ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! یہ (عذابِ قبر) حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں اور قبر کے عذاب میں، سخت ترین عذاب غیبت اور پیشاب (سے نہ بچنے) میں ہوتا ہے۔''

باب ۲۹: دفن سے فارغ ہونے کے بعد مؤمن کے لیے ثابت قدمی کی دعا

۲۰۹) عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو فرماتے: ''اپنے میت (مرنے والے) کے لئے مغفرت کی دعا مانگو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ بے شک اب اس سے سوال و جواب ہوتے ہیں۔''

۲۱۰) دوسری سند سے یہی روایت ہے کہ جب آپ کسی آدمی کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں (قبر کے پاس) کھڑے ہو کر فرماتے: ''اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعا مانگو اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اب اس سے پوچھا جا رہا ہے۔''

باب ۳۰: جس آدمی کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اس کا یہ تمنا کرنا کہ (کاش) اس کی قوم یہ جان لیتی کہ اللہ نے اس پر کتنا (فضل و) کرم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس پر مغفرت کا انعام کیا، اس کے بارے میں فرمایا: ﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ط

---

۲۰۷) سندہ حسن، دیکھئے حدیث ۲۰۶ تنبیہ: ایک صحیح روایت میں زائد الفاظ کا ہونا اور دوسری میں نہ ہونا وجہ ضعف نہیں ہوتا، بلکہ زائد الفاظ کو قبول کیا جاتا ہے۔

۲۰۸) سندہ ضعیف، عکرمہ بن عمار مدلس ہے اور موسیٰ بن مسعود ابو حذیفہ البصری پر صحیح البخاری کے علاوہ میں کلام ہے۔

۲۰۹) سندہ حسن، دیکھئے حدیث سابق: ۳۸

۲۱۰) سندہ حسن، دیکھئے حدیث سابق: ۲۰۹، ۲۸

قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝﴾ ''کہا گیا: جنت میں داخل ہو جا، اس نے کہا: ہائے افسوس، کاش! میری قوم جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے معاف کر دیا اور مجھے عزت والوں میں شامل کر دیا۔'' [یٰسٓ: ۲۶، ۲۷]

مجاہد (تابعی) نے کہا: یہ بات اس نے اس وقت کہی جب اپنے (اجر و) ثواب کو دیکھ لیا۔☆ دوسرے (مفسر) نے کہا: ہائے افسوس، کاش! میری قوم جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے معاف کر دیا ہے، یعنی میرا رب پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کی وجہ سے تاکہ وہ ایمان لے آئیں، پھر جس طرح میں جنت میں داخل ہوا ہوں وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں۔☆

۲۱۱) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں حرام بن عثمان، ام سلیم کے بھائی کو بنو عامر کی طرف ستر آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ آئے تو انھیں ان کے ماموں نے کہا: میں تم سے پہلے جا کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچاتا ہوں۔ تم قریب رہنا، اگر انھوں نے مجھے کچھ نہ کہا (تو تم بھی آ جانا) پھر وہ ان کے پاس گئے اور انھیں (بنو عامر) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچانے لگے۔ اس دوران میں ان لوگوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو اس نے (حرام بن عثمان پر) حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ گرتے وقت انھوں نے کہا: اللہ اکبر، کعبہ کے رب کی قسم! میں جیت گیا ہوں۔ پھر اس قبیلے والوں نے بقیہ صحابہ پر حملہ کر کے انھیں بھی شہید کر دیا، سوائے ایک لنگڑے آدمی کے جو کہ پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ پھر انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان (شہداء)

☆ **ضعیف**، تفسیر ابن جریر الطبری (۲۲/ ۱۰٤ فیه ابن ابی نجیح مدلس و عنعن)

☆ یہ ابومجلز کا قول ہے جسے ابن جریر (۲۲/۱۰۴) نے صحیح سند سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۱۱) صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب من ینکب (أو یطعن) فی سبیل اللّٰه ح ۲۸۰۱، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰة ح ٦٧٧۔

کی خبر دی اور بتایا کہ وہ اپنے رب سے ملے، ان کا رب ان سے راضی ہے اور اس نے انھیں راضی کر دیا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن میں یہ بھی تلاوت کیا جاتا تھا کہ ہماری قوم کو بتاؤ کہ ہماری اپنے رب سے ملاقات ہوئی تو وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔ بعد میں اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چالیس دن، صبح کی نماز میں، ان (کافر قبائل) رعل، ذکوان اور عصیہ، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی پر بددعا فرمائی۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۲۱۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب وہ لوگ شہید ہوگئے اور اپنی آنکھوں سے اللہ کا تیار کردہ رزق دیکھ لیا تو انھوں نے کہا: کاش! ہمارے بھائیوں کو (ہماری حالت کے بارے میں) علم ہو جائے، پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ۝۱۶۹﴾ ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انھیں مردے نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں۔'' (۳/ آل عمران: ۱۶۹)

۲۱۳) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مؤمن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے (تو) اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے ڈانٹتے ہیں تو وہ آزمائش کے خوف کی وجہ سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں۔ تو اسے دونوں کہتے ہیں: تو نے سچ کہا: تو ایسا ہی تھا۔ پھر کہا جاتا ہے: اس کے نیچے جنت کا بچھونا بچھا دو اور اسے جنت کا لباس پہنا دو، پھر وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اپنے گھر والوں کو خبر دے دوں۔ تو وہ دونوں اسے کہتے ہیں: آرام سے (یہاں) ٹھہرے رہو۔''

۲۱۲) حسن، سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی فضل الشهادة ح ۲۵۲۰۔

۲۱۳) ضعیف، اعمش مدلس وعنعن۔ اس مفہوم کی صحیح حدیث کے لیے دیکھئے سنن ابن ماجه: ۴۲۶۲، ۴۲۶۸ وغیرہ۔

۲۱۴) ابو الزبیر (محمد بن مسلم بن تدرس، تابعی) نے کہا کہ میں نے جابر (بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ) سے قبر کے بارے میں پوچھا تو جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ) فرماتے سنا: ''بے شک اس امت کو، قبروں میں آزمایا جاتا ہے۔ پس جب مؤمن اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے اور اس کے ساتھی واپس مڑتے ہیں (تو) اس کے پاس شدید ڈانٹنے والا ایک فرشتہ آ کر یہ کہتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو مؤمن کہتا ہے: میں کہتا تھا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بندے ہیں۔ تو اسے فرشتہ کہتا ہے: آگ میں اپنے ٹھکانے کو دیکھو، یعنی اللہ نے اس کے بدلے میں تجھے جنت میں ٹھکانہ دے دیا ہے۔ وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ پھر مومن کہتا ہے: مجھے چھوڑ و، میں اپنے گھر والوں کو خوشخبری دینا چاہتا ہوں۔ تو اسے کہا جاتا ہے کہ آرام سے ٹھہرے رہو اور اگر منافق تھا تو جب اس کے گھر والے واپس لوٹتے ہیں، اسے بٹھایا جاتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے: اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: مجھے کچھ پتہ نہیں، لوگ جو کہتے تھے میں وہی کہتا تھا: تو اسے کہا جاتا ہے: تو نے عقل سے کام نہیں لیا۔ یہ تیرا ٹھکانہ ہے جنت والا، اس کے بدلے میں تجھے جہنم میں ٹھکانہ دے دیا گیا ہے۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہر آدمی جس بات پر فوت ہوا ہے اس پر زندہ کیا جائے گا۔ مؤمن کو ایمان پر، اور منافق کو نفاق پر اٹھایا جائے گا۔''

باب ۳۱: آیت: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾

''اور صور جب پھونکا جائے گا۔ پس وہ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑ رہے ہوں گے، وہ کہیں گے: ہائے ہماری تباہی کس نے ہمیں (اپنی قبروں سے) اٹھا دیا۔'' الآیۃ [یٰس: ۵۱، ۵۲]

....

۲۱۴) ضعیف، مسند احمد ۳/ ۳٤٦۔ ابن لهيعه مدلس وعنعن.

تنبیہ: باب نمبر ۳۰ مکمل مخطوطے میں موجود نہیں ہے میں نے اسے مطبوعہ نسخے سے لکھا ہے۔/ زبیر علی زئی

کی تفسیر، استاذ، ابوالقاسم الحسن بن محمد بن حبیب المفسر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ یہ اس لئے کہیں گے کہ اللہ نے نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان (قیامت کے بعد حشر سے پہلے) ان سے عذاب اٹھالیا۔ تو وہ اپنا عذاب بھول جائیں گی اور یہ گمان کریں گے کہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ پھر وہ جب اپنی قبروں سے نکلیں گے تو کہیں گے کہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ (یعنی نیند) سے اٹھا دیا۔ تو فرشتے انھیں کہیں گے: یہ وہ ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا: قتادہ نے کہا: عذاب کی تخفیف چالیس سال تک رہے گی۔

۲۱۵) مقاتل بن سلیمان (کذاب مفسر) نے اپنی تفسیر میں تابعین سے اس آیت: ہائے افسوس! کس نے ہمیں اپنی خواب گاہ سے اٹھا دیا، کی تشریح میں نقل کیا کہ ہر دن کافروں کی روحوں کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پھر جب نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان اُن سے عذاب اٹھالیا جائے گا تو جب انھیں نفخۂ ثانیہ میں اٹھایا جائے گا اور وہ اپنی آنکھوں سے قیامت کے دن اسے دیکھ لیں گے جسے وہ دنیا میں جھوٹ سمجھتے تھے، دوبارہ زندگی اور حساب کتاب کو تو وہ اپنی تباہی کو پکاریں گے: ہائے ہماری تباہی کس نے ہمیں خواب گاہ سے اٹھا دیا۔ اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی قرأت میں ''ہماری موت سے'' ہے تو انھیں نگہبان فرشتے کہیں گے: یہ وہ ہے جس کا رحمٰن نے اپنے رسولوں کی زبانوں پر تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمھیں موت کے بعد زندہ کرے گا تو تم نے اسے جھوٹ سمجھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا کہ دوبارہ اٹھنا حق ہے، اور اس (مفسر) نے ونفخ فی الصور کی تشریح میں کہا: اور وہ سینگ ہے (جس میں پھونک ماری جائے گی) پس آسمانوں اور زمینوں میں جو حیوان بھی ہے وہ آواز کی شدت کی وجہ سے مدہوش ہو کر مر جائے گا۔ پھر وہ مستثنیٰ رہیں گے جنہیں اللہ مستثنیٰ رکھے

....

۲۱۵) یہ سب ترتیب و تفصیل جھوٹ ہے، کیونکہ اس کا بیان کرنے والا مقاتل بن سلیمان مشہور کذاب شخص تھا۔ تاہم اس میں بیان کردہ بعض باتیں دوسرے دلائل کی رو سے صحیح ہیں۔ واللہ اعلم

گا، یعنی جبریل، میکائیل، اسرافیل اور موت کا فرشتہ زندہ رہیں گے: پھر موت کے فرشتے کو حکم دیا جائے گا کہ میکائیل کی روح قبض کرے، پھر جبرئیل اور پھر اسرافیل کی روح قبض کی جائے گی۔ پھر موت کے فرشتے کو حکم دیا جائے گا تو وہ بھی مر جائے گا۔ پھر تمام مخلوق نفخہ اولیٰ کے بعد چالیس سال تک مقام برزخ میں رہے گی۔

پھر دوسرا نفخہ ہوگا تو اللہ اسرائیل کو زندہ کر کے حکم دے گا کہ دوسرا صور پھونکو، تو یہ ہے اللہ کی بات پھر (دوسرا صور) پھونکا جائے گا تو سب لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ اپنی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر دیکھیں گے۔ اس دوبارہ زندگی کی طرف جسے وہ دنیا میں جھٹلاتے تھے۔

بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ جب کفار جہنم اور اس کے مختلف عذابوں کو دیکھ لیں گے تو قبروں والے عذاب کو نیند کی طرح تصور کریں گے۔ پھر کہیں گے: کس نے ہمیں اپنی خواب گاہ سے اٹھا دیا۔ الشیخ (امام بیہقی) رحمہ اللہ نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ قرآن میں جو ہے کہ آگ پر وہ صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت واقع ہوگی (کہا جائے گا) آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔ پھر صحیح احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ مفسرین نے اس آیت کی جو تشریح کی ہے وہ صحیح ہے اور انھی احادیث میں سے یہ بھی ہے۔

۲۱۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دونوں نفخوں (نفخہ اولیٰ اور ثانیہ) کے درمیان چالیس ہیں۔'' ابو ہریرہ سے کہا گیا: چالیس دن؟ انھوں نے کہا: میں انکار کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا: چالیس مہینے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں انکار کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: اللہ آسمان سے پانی نازل کرے گا تو وہ اس طرح اگ آئیں گے جیسے پہاڑ اگ آتے ہیں اور فرمایا: انسان کی ہر چیز گل سڑ جاتی ہے، سوائے ایک ہڈی کے وہ ریڑھ کی ہڈی ہے اور اسی سے مخلوق کو دوبارہ، قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا۔

....

۲۱۶) صحیح ، دیکھئے حدیث: ۲۱۷

اثبات عذاب القبر

تصنیف: امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ ترجمہ وتحقیق: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

۲۱۷) یہی روایت دوسری سند سے آئی ہے جس میں ہے کہ لوگوں نے کہا: چالیس سال؟ تو ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے انکار کر دیا۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

(بیہقی نے کہا:) گویا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس کی تفسیر نہیں سن سکے، جبکہ دوسرے مفسرین کہتے ہیں: یہ چالیس سال ہیں۔

۲۱۸) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک یہودی ایک دن اپنا سامان بیچ رہا تھا تو اسے کوئی چیز (قیمت) دی گئی جسے اس نے ناپسند کیا یا برا سمجھا۔ عبدالعزیز (راوی) کو شک ہے تو اس نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت بخشی! (مجھے یہ منظور نہیں ہے) جب ایک انصاری نے یہ بات سنی تو اسے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا (اور) کہا: تو یہ کہتا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں؟ تو یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر شکایت لگائی اور کہا: اے ابوالقاسم! آپ کے اوپر میرا ذمہ اور معاہدہ ہے تو فلاں شخص نے مجھے تھپڑ کیوں مارا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس انصاری سے) پوچھا: ''تو نے اسے منہ پر تھپڑ کیوں مارا ہے؟''

---

۲۱۷) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة الزمر، باب و نفخ فی الصور ح ٤٨١٤، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ما بین النفختین ح ٢٩٥٥.

۲۱۸) صحیح البخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ ح ٣٤١٤، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام ح ٢٣٧٣.

تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے کہا: اور اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر چنا (اور فضیلت دی) اور آپ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اتنے ناراض ہوئے کہ آپ کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہونے لگے، پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ کے نبیوں کے درمیان (افراط وتفریط والی) فضیلت نہ دو، کیونکہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو یہ آسمان وزمین میں جو کچھ ہے وہ سب بے ہوش ہو جائے گا سوائے اس کے جسے اللہ زندہ رکھے، پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے میں زندہ ہوں گا تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے کھڑے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان کے لئے کوہ طور والی بے ہوشی کافی تھی یا وہ مجھ سے پہلے اٹھیں گے اور میں (یہ بھی) نہیں کہتا کہ سیدنا یونس علیہ السلام سے کوئی شخص افضل ہے۔'' اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

باب ۳۲: سلف (صالحین) رضی اللہ عنہم کے جو اقوال، عذاب قبر کے اثبات سے متعلق مجھ تک پہنچے ہیں اُن کا ذکر، اور یہ کہ وہ مرنے کے بعد والی سختیوں سے (بہت) ڈرتے تھے۔

۲۱۹) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو میں آپ کے پاس گیا اور کہا: اے امیر المومنین جنت کی خوشخبری ہو۔ آپ اس وقت مسلمان ہوئے جب لوگ کافر تھے۔ جب (عام) لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا تو آپ نے ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے۔ دو آدمیوں نے بھی آپ کی خلافت کے بارے میں اختلاف نہیں کیا اور آپ شہید ہیں۔ انھوں نے کہا: یہ باتیں (دوبارہ کرو، تو میں نے دوبارہ یہی باتیں کہہ دیں) انھوں نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الہ نہیں! اگر میرے پاس ساری زمین کی دولت، سونا چاندی ہوتے تو میں موت کی سختیوں سے بچنے کے لئے فدیہ دے دیتا۔

....

۲۱۹) اسناده صحيح: وصححه الحاكم (۳/ ۹۲) وابن حبان (الإحسان: ٦٨٥٢).

۲۲۰) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی بھیگ جاتی، انھیں کہا گیا کہ آپ جنت اور جہنم کے ذکر کے وقت اتنا نہیں روتے (کہ جتنا) اس قبر سے روتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ جو اس سے بچ گیا تو اس کے بعد آسانی ہی ہے اور جو اس سے نہ بچ سکا تو بعد میں سختی ہی سختی ہے۔'' اور عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جو منظر بھی دیکھا ہے تو قبر اس سے زیادہ خوفناک ہے۔

۲۲۱) یہی روایت ایک دوسری سند سے مروی ہے جس میں فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہے کہ میں نے جو منظر بھی دیکھا ہے تو قبر اس سے زیادہ خوفناک ہے، اور قولِ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی صراحت نہیں ہے۔

۲۲۲) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں عذاب قبر کے بارے میں مسلسل شک تھا حتی کہ ﴿الھاکم التکاثر﴾ (تمھیں کثرت کی خواہش نے ہلاک کر دیا) نازل ہوئی۔
علی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ (ح ۱۶۲۔۱۶۶) مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب والے دن مشرکین پر عذاب قبر کی دعا فرمائی تھی۔

۲۲۳) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک تم میں سے ہر آدمی اپنی قبر میں خوفزدہ حالت میں بٹھایا جاتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تو کیا ہے؟ پس اگر وہ مؤمن تھا تو کہتا ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، زندہ حالت میں بھی اور موت میں بھی۔ میں گواہی دیتا

---

۲۲۰) حسن، دیکھئے حدیث سابق: ۳۷

۲۲۱) حسن، دیکھئے حدیث سابق ۳۷، ۲۲۰

۲۲۲) ضعیف، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورة الھاکم التکاثر ح ۳۳۵۵، نے بھی روایت کیا ہے۔ حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس راوی ہے۔ اسے محمد بن ابی لیلیٰ نے بھی منہال بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ضعیف راوی ہے۔

۲۲۳) إسناده حسن، مصنف ابن ابی شیبه (۳/ ۳۷۷)

ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو اس کی قبر جتنی چاہے کھل جاتی ہے، پھر وہ اپنا جنت میں مکان دیکھتا ہے۔ جنت سے اس کے لئے لباس اترتا ہے جسے وہ پہنتا ہے۔ اور کافر تو اسے کہا جاتا ہے: تو کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: مجھے پتہ نہیں۔ اسے تین دفعہ کہا جاتا ہے کہ تو نے (عقل سے) نہیں سمجھا۔ پھر اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے حتی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنسنے لگتی ہیں۔ اس پر قبر کی (چاروں) اطراف سے سانپ چھوڑ دیے جاتے ہیں جو اسے نوچتے اور کھاتے ہیں۔ پھر جب اسے (بہت) تکلیف ہوتی ہے تو وہ چیختا ہے۔ اسے آگ یا لوہے کے ہتھوڑے کے ساتھ مارا جاتا ہے۔

۲۲۴) یہی روایت ایک دوسری سند سے مروی ہے جس میں پہلے (مومن) کے بارے میں ہے کہ اللہ جتنی چاہتا ہے اس کی قبر کھول دیتا ہے اور جنت کی طرف (سے) اس کے لئے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر جنت کی خوشبو اس کے پاس آتی ہے حتی کہ اس کو زندہ کر دیا جائے گا۔ اور دوسرے (کافر) کے بارے میں ہے کہ اور جہنم کی طرف (سے) اس کے لئے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

۲۲۵) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری قبر گہری کرنا، اور عاصم جیسی (سابق) حدیث بیان کی۔

۲۲۶) ابو موسیٰ (اشعری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: مومن کی روح اس حالت میں نکلتی ہے کہ وہ مشک (کستوری) سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے، پھر جو فرشتے اسے قبض کرتے ہیں وہ

....

۲۲۴) إسناده حسن، دیکھئے حدیث سابق: ۲۲۳۔

۲۲۵) صحیح۔

۲۲۶) إسناده حسن.

فائدہ: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس کے راوی، عاصم بن بہدلہ تک ایک دوسری سند بھی ذکر کی ہے۔ (کتاب الروح، ص ۱۵۵)

لے کر (آسمان کی طرف) چڑھتے ہیں۔ آسمان سے نیچے دوسرے فرشتے انھیں ملتے ہیں تو کہتے ہیں: تمھارے ساتھ یہ کون ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: فلاں (آدمی) ہے۔ اسے اس کے اچھے عمل (اور نام) کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں: تمھیں خوش آمدید ہو اور جو شخص تمھارے ساتھ آیا ہے اسے بھی خوش آمدید ہو۔ پھر اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں تو اس کا چہرہ روشن ہو جاتا ہے، پھر وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس آتا ہے اور اس کا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا ہوتا ہے۔ کافر کی روح جب نکلتی ہے تو وہ (گندے) مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوتی ہے۔ پھر اسے قبض کرنے والے فرشتے لے کر جب چڑھتے ہیں تو آسمان سے نیچے انھیں (دوسرے) فرشتے ملتے ہیں جو کہتے ہیں: اسے واپس لے جاؤ، واپس لے جاؤ۔ پس اللہ نے اس پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ﴾ ''وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے۔''

(۷/ الاعراف: ۴۰)

۲۲۷) تمیم بن سلمہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ بیمار تھے تو اس نے کہا: اے ابو درداء! آپ آج، دنیا سے جدائی کے کنارے پر ہیں، لہٰذا مجھے کسی ایسی بات کا حکم دیجئے جسے میں یاد رکھوں اور اللہ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے تو انھوں نے فرمایا: تو عافیت میں ہے۔ پس نماز قائم کر، اگر تیرے پاس مال ہے تو اس کی زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ اور فاحش (بے حیائی کے) کاموں سے بچ جا، پھر تجھے (جنت کی) خوشخبری ہے۔ اس آدمی نے اپنی بات دہرائی تو ابو درداء (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: بیٹھ اور جو میں کہتا ہوں اسے یاد رکھ۔ ایک دن تیرے اوپر ایسا آئے گا

۲۲۷) ضعیف، مصنف ابن أبي شيبة (۳/ ۳۷۸، ۳۷۹)، میرے علم کے مطابق تمیم بن غیلان بن سلمہ ثقفی کو ابن حبان (الثقات ۴/ ۸۶) کے علاوہ کسی اور نے ثقہ نہیں کہا، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

کہ زمین میں سے تجھے صرف دو ہاتھ چوڑی چار ہاتھ لمبی جگہ ہی میسر آئے گی۔ تیرے گھر والے دوست اور بھائی جو تیری جدائی نہیں چاہتے، وہ تیرے لئے ایک عمارت (یعنی قبر) بنا کر اس پر مٹی زیادہ ڈالیں گے۔ پھر تجھے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ پھر تیرے پاس کالے، نیلے، گھنگھریالے بالوں والے دو فرشتے آئیں گے جن کے نام منکر اور نکیر ہیں وہ تجھے بٹھا کر سوالات کریں گے۔تو کیا ہے؟ یا تو کس (دین اور عقیدے) پر تھا؟ یا تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔پس اگر تو نے یہ کہہ دیا کہ اللہ کی قسم! مجھے پتہ نہیں، میں نے لوگوں کو ایک بات کرتے سنا تو لوگوں کی بات میں نے کہہ دی، تو اللہ کی قسم! تو گر گیا اور ہلاک ہو گیا۔اور اگر تو نے کہہ دیا: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں،اللہ نے ان پر اپنی کتاب نازل کی تو میں آپ پر اور جو دین آپ لے کر آئے ایمان لے آیا تو اللہ کی قسم! تو بچ گیا اور ہدایت یافتہ بن گیا اور تو اس کی طاقت نہیں رکھے گا۔مگر صرف اس حالت میں کہ اللہ تجھے ثابت قدم رکھے۔تو بڑی سختی اور خوفناک حالت دیکھے گا۔

۲۲۸) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک نابالغ بچے پر نماز جنازہ پڑھی، پھر فرمایا: اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

۲۲۹) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: بے شک کافر پر اس کی قبر میں ایک گنجا سانپ مسلط کیا جاتا ہے جو اس کے سر سے لے کر اس کے پاؤں تک کا گوشت کھاتا ہے، پھر اسے دوسرا (نیا) گوشت دے دیا جاتا ہے تو وہ پاؤں سے لے کر سر تک کھاتا ہے اور یہی حالت جاری رہتی ہے۔

۲۳۰) اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ وہ ایک عورت کے پاس حاضر تھیں جو کہ مر رہی تھی تو وہ اسے کہنے لگیں: بے شک تجھ سے تیرے رب اور نبی ﷺ

....

۲۲۸) صحیح، دیکھئے حدیث سابق: ۱۶۰

۲۲۹) إسنادہ صحیح۔

۲۳۰) إسنادہ ضعیف جداً، محمد بن عمر الواقدی متروک تھا۔ دیکھئے حدیث سابق: ۱۱، ۴۸

کے بارے میں سوال ہوگا تو تُو اس کا اقرار کرنا (اور مثبت جواب دینا۔)

۲۳۱) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ انھوں نے آیت: ﴿ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ ﴾

''اللہ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔'' (١٤/ ابراهيم : ٢٧) کی تشریح میں فرمایا: جب مومن پر موت (قریب) آتی ہے تو اس کے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اسے سلام کہتے ہیں اور جنت کی خوشخبریاں دیتے ہیں۔ پھر جب وہ فوت ہو جاتا ہے وہ اس کے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں، پھر لوگوں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ جب اسے دفن کیا جاتا ہے تو وہ قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟

وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: تیرا رسول کون ہے؟

وہ کہتا ہے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا جاتا ہے: تیری گواہی کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کی قبر تا حدِ نظر کھول دی جاتی ہے اور کافر پر فرشتے نازل ہوتے ہیں تو (اس کی طرف) اپنے ہاتھ پھیلا دیتے ہیں، پھیلانے سے مراد مارنا ہے۔ وہ موت کے وقت ان کے چہروں اور پٹھوں کو مارتے ہیں۔ جب اسے قبر میں داخل کیا جاتا ہے، اسے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟

وہ کوئی جواب نہیں دیتا۔ اللہ اسے اس کا ذکر بھلا دیتا ہے اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ تیری طرف جو رسول بھیجا گیا تھا وہ کون ہے؟ تو اسے نام نہیں آتا۔ وہ انھیں کوئی (صحیح)

---

۲۳۱) **اسنادہ ضعیف**، عطیہ العوفی، الحسن بن عطیہ بن سعد، الحسین بن الحسن بن عطیہ، سعد بن محمد العوفی اور محمد بن سعد العوفی سب ضعیف راوی ہیں۔ ایک ہی سند میں اتنے ضعیف راویوں کا جمع ہو جانا سند کے سخت ضعیف ہونے کی دلیل ہے۔ ان راویوں پر جروح کے لئے میزان الاعتدال، لسان المیزان اور تہذیب التہذیب وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

جواب نہیں دیتا۔ اس کے لئے اللہ فرماتا ہے کہ: ﴿وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔''

۲۳۲) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں غزوہ ابواء سے واپس لوٹ رہا تھا کہ میں (کچھ) قبروں کے پاس سے گزرا۔ ایک آدمی (اچانک) قبر سے نکل کر میری طرف آیا۔ اسے آگ لگی ہوئی تھی۔ اور اس کی گردن میں ایک زنجیر تھی جسے وہ گھسیٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے عبداللہ! (اللہ کے بندے) مجھے پانی پلاؤ، اللہ تجھے پانی پلائے۔ اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ اس نے مجھے (پہچان کر) عبداللہ کہا یا ویسے ہی کہہ دیا جیسے ایک آدمی دوسرے آدمی کو: اے اللہ کے بندے! کہہ کر پکارتا ہے۔ اس شخص کے پیچھے ایک کالا شخص نکلا جس کے ہاتھ میں کانٹوں والی ٹہنی تھی اور وہ کہہ رہا تھا: اے عبداللہ! اسے پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر اس (کالے) شخص نے اسے پکڑ لیا۔ اس کی زنجیر لے کر اس ٹہنی سے اسے مارتا ہوا دوبارہ قبر میں لے گیا۔ میں ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا حتی کہ وہ قبر میں غائب ہو گئے۔ یہ قصہ ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے اور صحیح آثار کافی ہیں۔

۲۳۳) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے ایک آدمی نے کہا: اے ابوحمزہ! بے شک کچھ لوگ عذاب قبر کا انکار (تکذیب) کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: پس تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور راوی نے (لمبی) حدیث بیان کی۔

۲۳۴) الحسن بن ابی الحسن البصری (تابعی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر (جا رہے) تھے کہ وہ بدک گیا تو آپ نے فرمایا: ''(یہ) بدک گیا ہے اور

---

۲۳۲) إسناده حسن، کتاب الروح (ص ۹۳، ۹٤) میں اس کے شواہد ہیں۔

تنبیہ: دوسری سند والی روایت معجم ابی یعلی الموصلی (ص ۱۰٤) میں ہے اس میں عمرو بن دینار قہرمان آل زبیر ضعیف ہے۔

۲۳۳) إسناده صحيح.

۲۳٤) یہ روایت ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے، تاہم اس مفہوم کی صحیح احادیث گزر چکی ہیں۔

کسی بڑی بات سے نہیں۔ یہ اس آدمی سے بدکا ہے جسے چغلی کی وجہ سے قبر میں عذاب ہورہا ہے اور دوسرے کو غیبت کی وجہ سے عذاب ہورہا ہے۔''

۲۳۵) اسی سند کے ساتھ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ بے شک دو آدمیوں پر قبر میں عذاب ہو رہا تھا، ان کے ہمسایوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا: ''دو ٹہنیاں لے کر ہر ایک قبر میں رکھ دو، جب تک یہ تازہ (سبز) رہیں گی ان کا عذاب اٹھ جائے گا (یعنی موقوف رہے گا۔)'' اُن سے پوچھا گیا کہ انھیں کس وجہ سے عذاب ہوا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''چغلی اور پیشاب کی وجہ سے۔''

۲۳۶) اسی سند کے ساتھ سعید (ابن ابی عروبہ) سے روایت ہے کہ قتادہ (تابعی) نے فرمایا: (مسلمانوں کے لئے) عذاب قبر تین چیزوں سے ہوتا ہے۔ غیبت، چغلی اور پیشاب سے، ہر ایک کا حصہ ایک تہائی ہے۔

۲۳۷) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک عذابِ قبر کے تین اسباب ہیں: غیبت، چغلی اور پیشاب اور تم ان تین چیزوں سے بچو۔''

(بیہقی نے کہا:) صحیح روایت قتادہ والی ہے (جو رقم: ۲۳۶ کے تحت گزر چکی ہے) اور اس معنی کی صحیح احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

۲۳۸) یزید بن عبداللہ بن الشخیر (تابعی) سے روایت ہے کہ آدمی ایک زمین کے کسی حصے میں چل رہا تھا کہ وہ ایک قبر تک پہنچا تو اس نے قبر والے کو ''آہ آہ'' کرتے سنا، پھر وہ اس کی قبر پر کھڑے ہو گئے تو کہا: تجھے تیرے عمل نے ذلیل کر دیا اور تو ذلیل ہو گیا۔

ترجمہ ختم (۲۳/ اگست ۲۰۰۲)

الریاض: جزیرۃ العرب

....

۲۳۵) اسنادہ ضعیف، سعید بن ابی عروبہ مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں، نیز یہ مرسل بھی ہے۔

۲۳۶) اسنادہ ضعیف، سعید بن ابی عروبہ عن سے روایت کر رہے ہیں، نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۳۵۔

۲۳۷) موضوع، ابو مطیع البلخی سخت ضعیف بلکہ متہم ہے، باقی سند میں بھی نظر ہے۔

۲۳۸) اسنادہ صحیح.